معاشرتی علوم

ضلع ژوب

برائے

جماعت سوم

پبلشرز : نسائٹریڈرز۔ ۷۔ جناح کلاتھ مارکیٹ۔ کوئٹہ

برائے : بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

یہ کتاب محکمۂ تعلیم حکومت بلوچستان کی جانب سے مفت تقسیم کی جا رہی ہے اور ناقابلِ فروخت ہے

معاشرتی علوم

ضلع ژوب

برائے جماعت سوم

پبلشرز

نساء ٹریڈرز۔ جناح کلاتھ مارکیٹ۔ کوئٹہ

برائے بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

جملہ حقوق بحق بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

منظور کردہ: محکمۂ تعلیم حکومتِ بلوچستان کوئٹہ

بمطابق نوٹیفکیشن نمبر ۷۰۔۸۰۶۸/ش۔E۔۷۲/۱۲۔۱۴ مورخہ ۷۵/۹/۲۹

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

مصنّفین:

۱۔ شیخ جعفر علی

۲۔ سرور حسین ایوبی

مدیران:

۱۔ پروفیسر محمد انور رومان

۲۔ نجم الہدیٰ

۳۔ محمد حسین درّانی

۴۔ سرور حسین ایوبی

پبلشرز: نساء ٹریڈرز۔ جناح کلاتھ مارکیٹ۔ کوئٹہ

برائے: بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

طابع: عباس علی۔ علی پرنٹرز۔ پیسہ اخبار، لاہور۔

فہرست

نمبر شمار	سبق	صفحہ
۱	ہمارا وطن	۵
۲	ہمارا ضلع	۶
۳	تاریخ ضلع ژوب	۹
۴	آب وہوا	۱۰
۵	لوگ	۱۲
۶	مردم شماری	۱۴
۷	پیشے	۱۵
۸	ذرائع آب پاشی	۱۷
۹	ہمارے درخت اور چراگاہیں	۱۹
۱۰	ہماری فصلیں	۲۱
۱۱	پالتو جانور	۲۳
۱۲	کارخانے اور دستکاریاں	۲۵
۱۳	سفر کے ذریعے	۲۶
۱۴	خبر کے ذریعے	۲۸
۱۵	ضلع کا انتظام	۳۱
۱۶	رفاہی ادارے	۳۶
۱۷	ٹریفک کے اصول	۳۹
۱۸	حضرت آدم علیہ السّلام	۴۳
۱۹	حضرت ابراہیم علیہ السّلام	۴۵
۲۰	حضرت موسیٰ علیہ السّلام	۴۸
۲۱	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام	۵۰
۲۲	ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم	۵۲

نقشہ

پاکستان اور اُس کے صُوبے

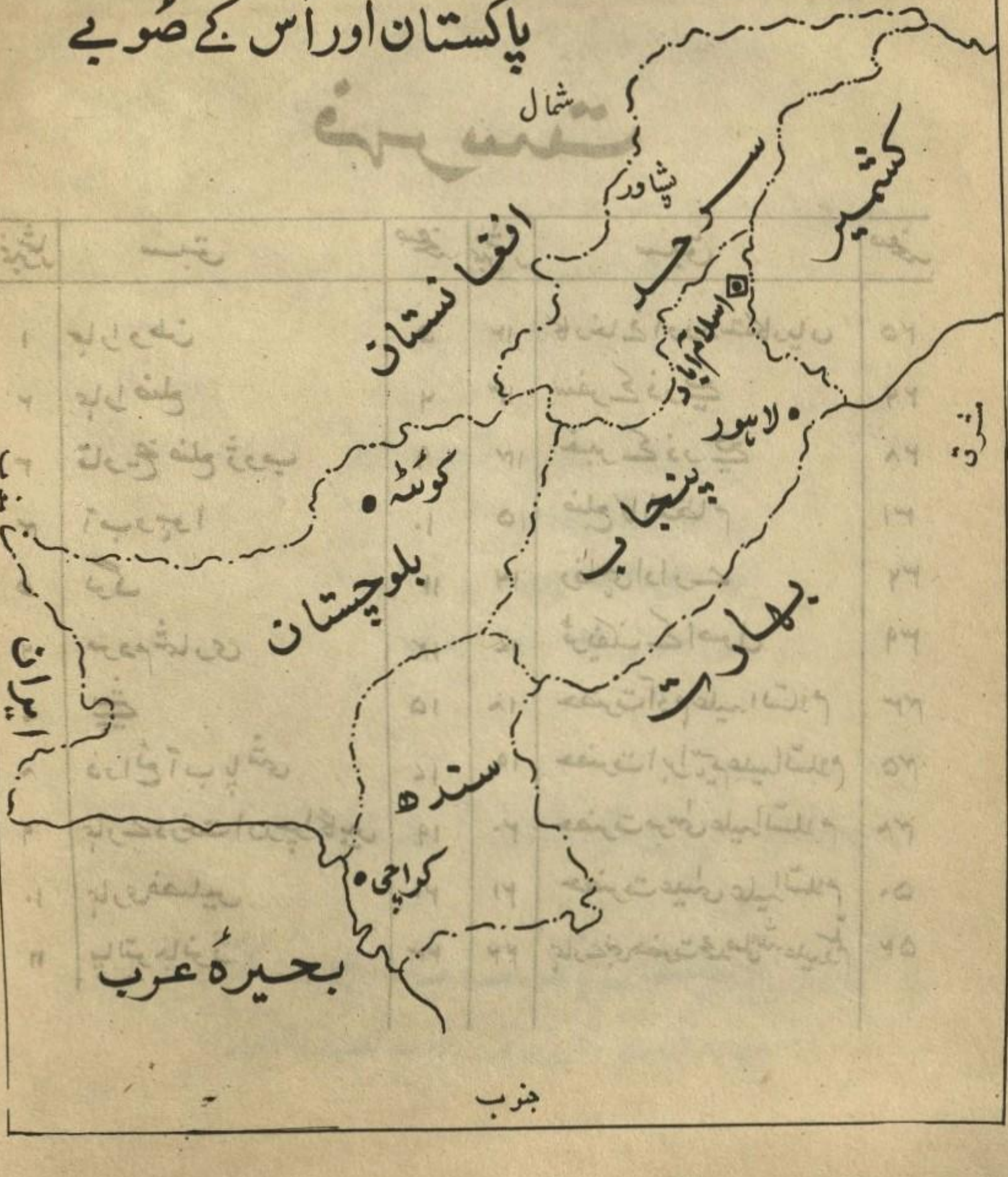

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارا وطن

ہمارے پیارے وطن کو پاکستان کہتے ہیں۔ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بنا۔ ہم سب اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں۔

یہ ہمارا قومی جھنڈا ہے۔ اس میں دو رنگ ہیں، سبز اور سفید۔ جھنڈے کے سبز حصّے پر چاند ستارا بنا ہوا ہے۔ سبز حصّہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی ہے۔ سفید حصّے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں دوسرے مذہبوں کے لوگ بھی رہتے ہیں۔

اِسکول میں ہر روز صبح جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ سب بچّے مل کر جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔ قومی تہواروں پر بھی اسے لہرایا جاتا ہے، لیکن شام سے پہلے اتار لیا جاتا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے جھنڈے کی عزّت اور حفاظت کریں۔

ہمارا ضِلع

آپ اپنے گھر کے متعلق پہلے پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کئی گھر مل کر ایک کلی یا گاؤں کہلاتا ہے۔ اسی طرح بہت سی کلیاں مل کر ایک تحصیل کہلاتی ہے اور چند تحصیلیں ملنے سے ایک ضِلع بن جاتا ہے۔ ہمارا ضِلع بھی ایسے ہی بنا ہے۔

نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ضِلع ژوب کے شمال اور شمال مغرب میں افغانستان، شمال اور شمال مشرق میں صوبہ سرحد، مشرق میں کوہِ سلیمان، جنوب میں ضلع لورالائی اور مغرب میں ضِلع کوئٹہ اور ضلع پشین ہیں۔

ہمارا ضلع تمام پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے پہاڑوں کے دامن میں کئی چھوٹی چھوٹی وادیاں ہیں، جن میں ژوب کی وادی سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اسی کے نام پر ہمارے ضِلع کا نام ہے۔ ان وادیوں میں چشمے ہیں، جن کی وجہ سے یہاں پھل اور فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔

پہاڑ: ضِلع ژوب میں پہاڑوں کے کئی سلسلے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:

کوہِ سلیمان: یہ سلسلۂ کوہ ہمارے ضِلع کی مشرقی حد کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے، جو بلوچستان کو پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صُوبے سے الگ کرتا ہے۔ اِس کی سب سے بلند چوٹی تختِ سلیمان ہے جو بہت مشہور ہے۔ اس کی بلندی ۱۱۱۰۰ فٹ یعنی ۳۳۸۳ میٹر ہے۔ ان پہاڑوں پر چیل اور زیتون کے درخت کثرت سے ملتے ہیں۔

نقشہ ضلع ژوب

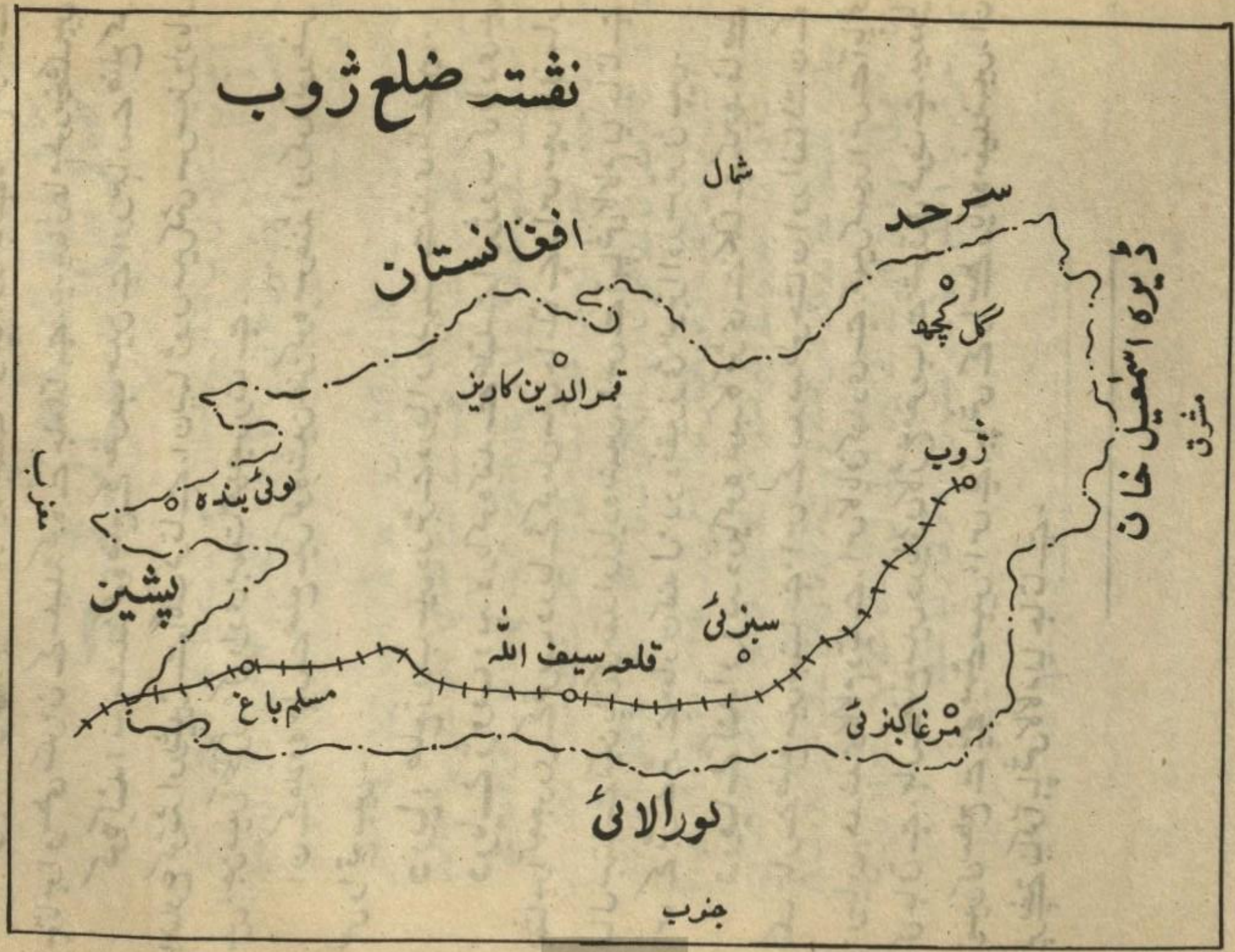
شمال
افغانستان
سرحد
ڈیرہ اسمٰعیل خان
مشرق
گل کچھ
قمرالدین کاریز
ژوب
لوئی بندہ
پشین
سبزئی
قلعہ سیف اللہ
مسلم باغ
مرغا کبزئی
لورالائی
جنوب

تومبہ کاکڑی: یہ سلسلۂ کوہ بہت اونچا اور لمبا ہے۔ ضلع کوئٹہ سے ہوتا ہوا وسطی مکران کے سلسلۂ کوہ سے جا ملتا ہے۔ یہ پہاڑ عام طور پر خشک ہیں۔

کوہِ کند: یہ سلسلۂ کوہ ضلع کے مغرب میں ہے اور ہمارے ضلع کو اضلاع کوئٹہ اور پشین سے الگ کرتا ہے۔ ان پہاڑوں میں کئی سرسبز وادیاں ہیں، جن میں "کنچوگی" کی وادی بہت خوبصورت ہے۔

ان کے علاوہ ہمارے ضلع میں کوہِ شین غر، کوہِ سرغنڈ اور کوہِ تورغر بھی واقع ہیں۔

دریا: ضلع ژوب میں دو بڑے دریا اور بہت سے ندی نالے ہیں۔

دریائے ژوب: یہ دریا کوہِ کند سے نکلتا ہے اور ژوب کی وادی میں بہتا ہوا کھجوری کے قریب دریائے گومل میں جا ملتا ہے۔ اس میں پانی سارا سال بہتا ہے لیکن پانی کی مقدار زیادہ نہیں۔ اس سے آبپاشی کا کام لیا جاتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے معاون کندل، رود فقیرزئی، لوبڑا اور سرتوئی ہیں۔

دریائے کندار: یہ دریا کوہِ تومبہ کاکڑی سے نکلتا ہے۔ کچھ فاصلے تک ہمارے ضلع میں بہتا ہے، اس کے بعد یہ بلوچستان اور افغانستان کے درمیان حد بندی کا کام دیتا ہے۔ اس کا پانی کھاری ہے۔ کہیں کہیں اس سے آبپاشی کی جاتی ہے۔ ہمارے ضلع میں دریاؤں کا رُخ مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ یہ دریا زمین کی سطح سے نیچے بہتے ہیں، اس لیے آبپاشی کے واسطے زیادہ مفید نہیں۔ ان پر پشتے بنا کر آبپاشی کا کام لیا جاتا ہے۔

تاریخ ضلع ژوب

عام خیال ہے کہ ژوب پشتو کے لفظ ژوہوب سے بنا ہے. ژوہوب اُس تھوڑے تھوڑے پانی کو کہتے ہیں جو دریا، کاریز یا چشمے سے نکل کر ارد گرد کی زمین میں جذب ہو جاتا ہے۔

ہمارا ضلع افغانستان سے ملتا ہے۔ اکثر بیرونی حملہ آور اسی راستے سے گذر کر اس علاقے پر حملے کرتے تھے۔ سب سے پہلے آریوں نے اسے فتح کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے۔ جب مسلمانوں نے یہ علاقہ فتح کیا تو یہاں اسلام خوب پھیلا اور اس علاقے میں بہت ترقی ہوئی۔ مسلمانوں میں مغل بادشاہوں کا زمانہ بہت مشہور ہے۔ ان کے بعد احمد شاہ ابدالی نے کئی سال یہاں حکومت کی۔ انگریزوں کے حملے کے وقت یہ علاقہ کاکڑستان کہلاتا تھا۔ اور خود مختار تھا۔ انگریزوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا اور یہاں اپنی حکومت قائم کی۔ انھوں نے اپنی سہولت کے لیے اس علاقے کو کئی ضلعوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد اس ضلع کو بہت ترقی دی گئی ہے۔ سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ اسکول اور کالج کھولے گئے ہیں۔ ہسپتال بنائے گئے ہیں۔ ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ غرض ہمارا ضلع پہلے سے بہت زیادہ ترقی کر گیا ہے۔

۲ آب وہوا

سردیوں کی چھٹیوں کے بعد اِسکول پھر کھُل گئے۔ لڑکے اور لڑکیاں صاف ستھرے کپڑے پہنے اِسکول کے میدان میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ بچوں نے کوٹ اور سوئیٹر پہن رکھے ہیں۔ کسی نے چادر پہن رکھی ہے۔ سامنے پہاڑوں پر برف چمک رہی ہے، اُدھر سے آنے والی ہوا کتنی سرد ہے۔

چھٹیاں تو ختم ہوگئیں۔ لیکن سردی ابھی تک باقی ہے۔ ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد موسم خوشگوار ہو جائے گا۔

سردی کا موسم کتنا لمبا ہوتا ہے۔ اکتوبر سے اپریل تک رہتا ہے۔ دسمبر سے سخت سردی شروع ہو جاتی ہے۔ تیز سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ بارش اور برف پڑتی ہے۔ پہاڑ اور میدان برف سے ڈھک جاتے ہیں۔ راستے بند ہو جاتے مسلم باغ اور کان مہتر زئی کے علاقے میں تو برف صاف کرنے والی مشین کو سڑکوں پر سے برف ہٹانے کے لیے کئی دن لگ جاتے ہیں۔ ریل اور بسیں چلنا بند ہو جاتی ہیں۔ استعمال کی چیزوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ لوگ سردیوں سے پہلے ہی جھاڑیاں، لکڑیاں اور مٹی کا تیل جمع کر لیتے ہیں، سردی بڑھتی ہے تو گوشت سُکھا لیتے ہیں۔ اس سُوکھے ہوئے گوشت کو لاندھی کہتے ہیں۔

جب سردی کا موسم ختم ہو جاتا ہے۔ تو موسمِ بہار شروع ہو جاتا ہے۔ یہ موسم ڈیڑھ دو ماہ ہی رہتا ہے، لیکن کتنا اچھا موسم ہوتا ہے۔ چاروں طرف پھُول ہی پھُول نظر آتے ہیں۔ درختوں اور جھاڑیوں میں کونپلیں پھُوٹتی ہیں۔ پھر درخت

اور پودے سبز لباس پہن لیتے ہیں۔ ہلکی ہلکی ہوا چلتی ہے، نہ سردی ہے نہ گرمی۔ انسان، حیوان، چرند، پرند سب خوش نظر آتے ہیں۔ آہستہ آہستہ دھوپ تیز ہوتی جاتی ہے اور گرمی کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ مئی، جون، جولائی میں اچھی خاصی گرمی ہو جاتی ہے۔ دھوپ میں بیٹھا نہیں جاتا، پسینہ بہتا ہے، لیکن زیادہ گرمی نہیں پڑتی۔ دوپہر تو کچھ گرم ہوتی ہے لیکن صبح اور شام خوشگوار ہوتے ہیں۔ ہر سال بہت سے لوگ گرمی گزارنے کے لیے یہاں آجاتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں بارش زیادہ نہیں ہوتی۔ ہمارے ضلع کی آب وہوا سرد اور خشک ہے۔

لوگ

ژوب ایک بڑا ضلع ہے، لیکن اس کی آبادی زیادہ نہیں ہے۔ ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع کی آبادی ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔

ہمارے ضلع کے لوگ بہت مضبوط اور محنتی ہیں۔ پشتو زبان بولتے ہیں۔ ان کا قد لمبا ہوتا ہے اور رنگت سُرخ و سفید ہوتی ہے۔ یہ قمیض اور شلوار پہنتے ہیں۔ اکثر لوگ سفید پگڑی باندھتے ہیں، ان کے پگڑی باندھنے کی طرز بہت بھلی لگتی ہے

بچّے: ہمارے ضلع کے بچے بہت تندرست اور چست ہیں، خوب محنت کرتے ہیں۔ انہیں پڑھنے لکھنے کا بہت شوق ہے۔ ہر گاؤں میں پرائمری اسکول ہے اور شہروں اور قصبوں میں بڑے اِسکول اور کالج ہیں۔ ہزاروں لڑکے اور

لڑکیاں ان میں پڑھ رہے ہیں۔ برف ہو یا بارش وہ پڑھنے کے لیے ضرور جائیں گے۔
زیادہ تر بچّوں کی زبان پشتو ہے، لیکن یہ اُردو بھی بولتے ہیں۔ اُردو ہماری قومی زبان ہے اور ملک کے مختلف لوگ آپس میں اُردو ہی میں بات چیت کرتے ہیں۔

غذا: ہمارے ضلع کے لوگ مکھن، دہی اور گوشت بہت پسند کرتے ہیں۔ کچّی سبزیاں بھی شوق سے کھاتے ہیں۔ گاجر، مولی، ٹماٹر بہت پسند کرتے ہیں۔ گوشت میں پکا کر بھی سبزیاں کھاتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں پھل کثرت سے ہوتے ہیں۔ بچے پھلوں کے بھی بہت شوقین ہوتے ہیں۔ سبزیاں اور پھل کھانے سے بچّے تندرست رہتے ہیں۔

کھیل: ہمارے بچوں کو ایسے کھیل بہت پسند ہیں جو کھلے میدان میں کھیلے جاتے ہیں۔ فٹ بال کے خاص طور پر شوقین ہیں۔ کوئی گاؤں ایسا نہیں جہاں فٹ بال نہ کھیلا جاتا ہو۔ کُشتی اور مقامی رقص بھی بہت پسند کرتے ہیں اسکول میں اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ لڑکیاں "نیلی چڑیا" میں حصہ لیتی ہیں۔

مَردُم شُماری

ایک گھر میں جتنے مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے ہوتے ہیں، ان سب کو ملا کر اُس گھر کی آبادی کہا جاتا ہے۔ جب ایک کلی میں ان کا شمار کیا جائے تو وہ کلی کی آبادی کہلاتی ہے۔ اور جب ہم اسے ضلع بھر میں شمار کر دیں تو وہ ضلع کی آبادی کہلاتی ہے۔ جب ہم کسی جگہ کی آبادی گنتے ہیں تو مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کا حساب لگاتے ہیں، ان کی عمروں کا پتہ کرتے ہیں ان کاموں کو دیکھتے ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ ان کا مذہب معلوم کرتے ہیں۔ ان سب کو ملا کر مردم شماری کہا جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں ہر دس سال کے بعد مردم شماری ہوتی ہے ۱۹۸۰-۸۱ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی، اس کی رُو سے ہمارے ضلع کی آبادی تین لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ ہمارے ضلع کی آبادی پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پینے اور دوسری چیزوں کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ ہر آدمی کو کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا مل سکے اور اس کی دوسری ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ اگر آبادی بڑھ جائے اور پیداوار نہ بڑھے تو کھانے پینے اور دوسری چیزوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ اب ہمارے ضلع کی آبادی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ بہت زیادہ محنت کریں۔ تاکہ ملک کی پیداوار بڑھتی رہے اور لوگوں کو کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں آسانی سے ملتی رہیں۔

پیشے

لوگوں کو روٹی کپڑا اور دوسری چیزیں خریدنے کے لیے روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ روپے کمانے کے لیے وہ کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ تجارت کرتے ہیں، بہت سے لوگ نوکری کرتے ہیں۔ کوئی مزدوری کرتا ہے کوئی ہنر سیکھ کر روپے کماتا ہے۔ روزی کمانے کے لیے جو کام کیے جاتے ہیں، وہ پیشے کہلاتے ہیں۔ ہمارے ضلع کے لوگوں کے بھی کئی پیشے ہیں۔ جو یہ ہیں:

کھیتی باڑی: ہمارے ضلع کے اکثر لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ غلہ، سبزیاں اور پھل پیدا کرتے ہیں۔

باغبانی: ہمارے ضلع کا دوسرا بڑا پیشہ باغبانی ہے۔ لوگ باغوں میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں بہت بڑے بڑے باغ ہیں، جن میں انگور، سیب، چلغوزہ، پستہ اور بادام پیدا ہوتے ہیں۔

جانور پالنا: ہمارے ضلع کے لوگ جانور مثلاً اونٹ، بھیڑ، بکریاں، دُنبے وغیرہ پالتے ہیں اور ان کو بیچ کر خوب پیسے کماتے ہیں۔ ہمارے ضلع کے ناصری دُنبے بہت مشہور ہیں۔

تجارت: بچّو! بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے ضلع میں پیدا نہیں ہوتیں۔ یہ چیزیں ہمیں دوسرے علاقوں سے منگوانی پڑتی ہیں کئی چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے ضلع میں ہماری ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں ہم ان چیزوں کو دوسرے علاقے کے لوگوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں اور جو چیزیں ہمارے ہاں نہیں

ہوتیں وہ اُن سے خرید لیتے ہیں۔ اس خرید و فروخت کرنے کو تجارت کہتے ہیں۔ ہم اپنے ضلع سے بھیڑیں، بکریاں، اونٹ، اون اور پھل وغیرہ دوسری جگہ بھیجتے ہیں اور وہاں سے کپڑا، تیل، جوتے اور اسی قسم کی دوسری چیزیں خریدتے ہیں۔

محنت مزدوری: ہمارے علاقے کے اکثر لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں۔ باغوں میں پھلوں کے ٹوکرے بھرتے ہیں۔ اڈے اور اسٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ جب بند، سڑکیں اور سرکاری وغیر سرکاری عمارتیں بنتی ہیں تو وہاں بھی کام کرتے ہیں اور اپنی روزی کماتے ہیں۔

ملازمت: ضلع کا انتظام چلانے کے لیے کئی بڑے بڑے دفاتر ہیں۔ کئی ہسپتال، اسکول اور بینک ہیں۔ جن میں پڑھے لکھے لوگ ملازمت کرتے ہیں۔

ہمارے بچے ماں باپ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور اُن کی مدد کرتے ہیں۔ جب وہ بڑے ہو جائیں گے، تو کوئی اچھا پیشہ اختیار کریں گے۔

ذرائع آب پاشی

ہوا کی طرح پانی بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان، جانور، درخت، پھول، گھاس، پودے اور کھیت اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نہانے اور کپڑے دھونے کے لیے بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو پانی سے زندہ رکھتا ہے اور ہمارے پیارے نبیؐ نے فرمایا "پانی ضائع نہ کرو۔"

اللہ تعالیٰ پانی کی نعمت ہمیں دو طرح سے مہیا کرتا ہے۔ ایک بارش کے ذریعے اور دوسرے ان ذخیروں سے جو زمین کے اندر موجود ہیں۔ بارش ہوتی ہے۔ تو ہمارے ندی، نالے، کھیت اور باغات پانی سے بھر جاتے ہیں۔ لیکن بارش کی کمی بیشی اور اس کا ہونا یا نہ ہونا انسان کے بس میں نہیں۔ اس لیے انسان اور جانور کی ضرورتوں کے لیے زمین کے اندر کے پانی کو نکالنا بہت ضروری ہے۔ اسے مختلف طریقوں سے نکال کر پینے، نہانے دھونے اور کھیتوں کو سیراب کرنے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ جیسے جیسے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے۔ ویسے ویسے ہمیں اسے زندہ رکھنے کے لیے مزید زمینوں کو تیار کرنا اور انھیں سیراب کرنا ضروری ہے۔ زمینوں، کھیتوں، فصلوں اور باغوں کے سیراب کرنے کے کام کو آبپاشی کہا جاتا ہے۔ ہمارے ضلع میں آبپاشی کے ذرائع یہ ہیں۔

کاریز: ضلع ژوب میں آبپاشی زیادہ تر کاریزوں کے ذریعے کی جاتی ہے مسلم باغ۔ کان مہترزئی اور قلعہ سیف اللہ کے علاقوں میں بہت سی کاریزیں ہیں

جن میں کافی پانی ہے۔ مشرقی علاقوں میں بھی کئی کاریزیں ہیں۔

یہ زمین سے پانی نکالنے کا ایک دلچسپ طریقہ ہے۔ جب پہاڑوں پر برف پگھلتی ہے تو بہت سا پانی پہاڑ کے دامن میں زمین کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ اس پانی کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑ کے دامن میں بہت سے چھوٹے چھوٹے کنوئیں کھودتے ہیں۔ ہر کنوئیں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا ہے۔ ان کنوؤں کے پانی کو زمین دوز نالیوں سے ایک بڑی نالی تک لے جاتے ہیں۔ یہ بڑی نالی بھی دور تک زمین کے اندر رہتی ہے، گاؤں کے قریب یہ نالی زمین کی سطح پر آجاتی ہے۔ ڈھلان ہونے کی وجہ سے پانی خود بخود تیزی سے زمینوں اور باغوں تک پہنچ جاتا ہے۔

زمین کے اندر جا کر نالیاں بنانا اور ان نالیوں کو صاف رکھنا بہت مشکل کام ہے۔

ٹیوب ویل: آبپاشی کا دوسرا طریقہ ٹیوب ویل ہے۔ یہ انگریزی کا لفظ ہے جس کے معنی ایسے کنویں کے ہیں جس سے نل کے ذریعے پانی حاصل کیا جائے۔ ٹیوب ویل بجلی اور تیل کے انجن سے چلتا ہے۔

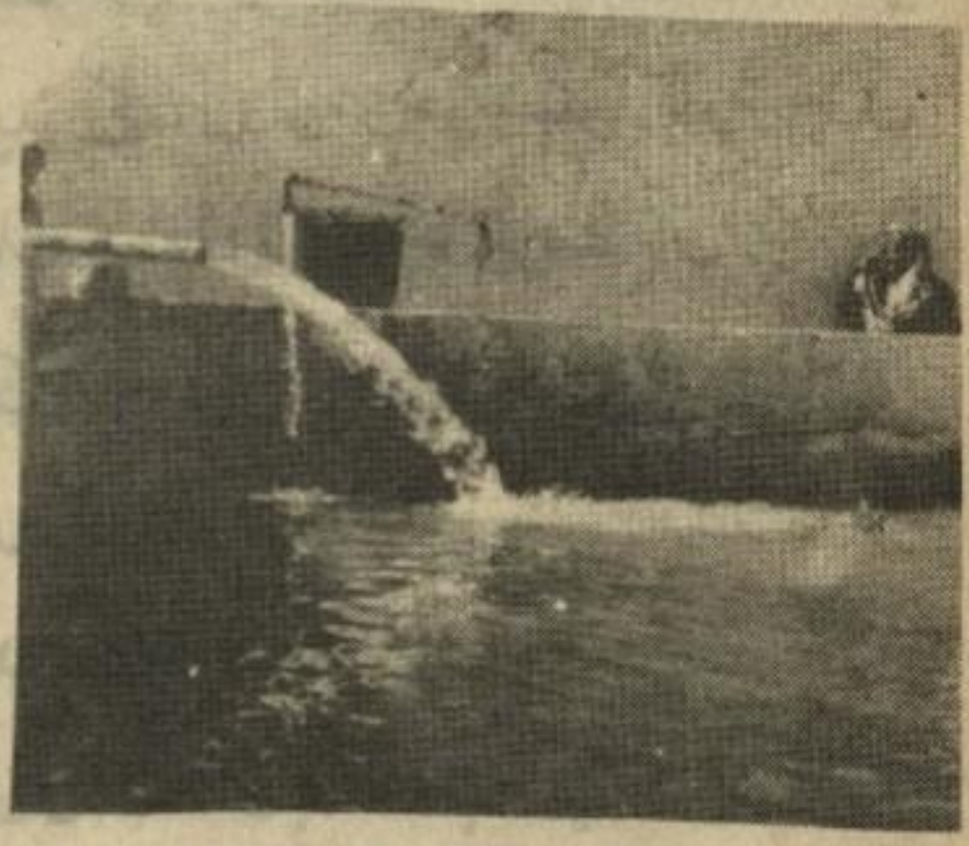

پشتے اور بند: ہمارے ضلع میں آبپاشی کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دریاؤں اور نالوں پر پشتے اور بند بنا کر پانی کو روک لیا جاتا ہے۔ اس پانی کو نالیوں کے ذریعے دور دور زمینوں تک لے جاتے ہیں۔ ضلع ژوب میں سب سے بڑا بند "دیر بند" ہے۔ دریائے ژوب پر پشتے بنانے کے لیے دیکھ بھال کا کام ہو رہا ہے۔ جلد ہی پشتے بنانے کا کام شروع ہو جائے گا۔

ہمارے ضلع میں کئی چشمے بھی ہیں۔ ان کے پانی سے بھی کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔

ہمارے درخت اور چراگاہیں

ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ہمارے ضلع کی زمین زیادہ تر پتھریلی ہے۔ بارش اور برف بھی زیادہ نہیں پڑتی، اس لیے یہاں درخت زیادہ نہیں ہیں۔ اور جنگل بھی کم ہیں۔ یہ جنگل ضلع کے مشرقی حصّوں میں ہیں، جہاں گرمیوں میں کچھ بارش ہو جاتی ہے۔ کوہِ سلیمان کے جنگلوں میں چیل، زیتون، خنجک، گز اور جنگلی بادام کے درخت ملتے ہیں۔ باقی پہاڑوں پر کہیں کہیں زیتون اور گز کے درخت ہیں۔

ہمارے ضلع میں پھل دار درخت کثرت سے ہیں۔ پھلوں کے بڑے بڑے باغ ہیں، جن میں سیب، زردآلو، شفتالو، بادام، چلغوزے اور پستے کے ہزاروں درخت ہیں، یہ پھل بہت میٹھے اور لذیذ ہوتے ہیں۔

بہار کے موسم میں ان باغوں میں عجیب سماں ہوتا ہے۔ درختوں پر پھول ہی پھول ہوتے ہیں۔ پھولوں کے سفید، سرخ اور گلابی رنگ کتنے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ چاند کی چاندنی میں تو پورا باغ ایک پھلجھڑی نظر آتا ہے۔

درخت بہت کام آتے ہیں۔ ان کی لکڑی سے فرنیچر بناتے ہیں۔ ہماری جماعت کے کمرے کی کرسیاں، میزیں اور تختہ سیاہ لکڑی کے ہیں۔ کمرے کی کھڑکیاں، دروازے اور روشن دان بھی لکڑی کے ہیں۔ چھت پر لکڑی کے شہتیر ہیں۔ لکڑی جلانے کے کام بھی آتی ہے۔ درختوں سے ہوا بھی صاف ہوتی ہے۔

چراگاہیں: ہمارے ضلع میں چراگاہیں کافی ہیں۔ جن میں گھاس اور جھاڑیاں

کثرت سے ہوتی ہیں۔ ان چراگاہوں کے بہت فائدے ہیں۔ گھاس اور جھاڑیوں کے پتے مویشیوں کے چارے کے کام آتے ہیں۔ موگ بھیڑ بکریوں کے بڑے بڑے ریوڑ پالتے ہیں۔ ان کی اُون، کھال اور گوشت سے بہت روپے کماتے ہیں۔ اُن سے دُودھ اور گھی حاصل کرتے ہیں۔ جھاڑیوں کی شاخیں جلانے کے کام آتی ہیں اور کچّے مکانوں کی چھت ڈالنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

ہماری فصلیں

ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے ضلع کی زمین پتھریلی ہے، پانی کم ہے اور آب وہوا سرد خشک ہے، اس لیے ہمارے کسانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، لیکن ہمارے کسان بہت محنتی ہیں۔ دُور دُور سے مٹی لاکر نئی زمینیں بناتے ہیں، پانی احتیاط سے استعمال کرتے ہیں، فصلوں کی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں حکومت بھی کھیتی باڑی کی ترقی کے لیے لوگوں کی بہت مدد کرتی ہے۔ اچھے بیج اور کھاد سستے داموں مہیّا کرتی ہے۔ ٹریکٹر اور دوسری مشینیں کم قیمت پر دیتی ہے اور ہمارے کسان اچھی خاصی فصلیں پیدا کر لیتے ہیں۔ ہماری بڑی بڑی فصلیں یہ ہیں۔

پھل: ہمارے ضلع کی سب سے بڑی اور قیمتی پیداوار اعلیٰ قسم کے پھل ہیں۔ ہمارے ضلع کے سیب، زرد آلو، شفتالو اور بادام بہت شیریں ہوتے ہیں۔ اعلیٰ قسم کا پستہ پیدا ہوتا ہے انگور اور چلغوزے بھی ہوتے ہیں۔ ضلع کے مغربی حصوں میں بہت سُرخ اور شیریں تربوز پیدا ہوتا ہے۔ ضلع میں باغ لگانے کا شوق روز بروز بڑھ رہا ہے۔ چاروں طرف باغ ہی باغ لگائے جا رہے ہیں۔ محکمہ زراعت پھلوں کی پیداوار بڑھانے میں لوگوں کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ اعلیٰ قسم کے پودے اور کھاد انہیں دے رہا ہے۔

سبزیاں: پھلوں کے علاوہ ہمارے ضلع میں سبزیاں بھی بہت پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں کی عام سبزیاں ٹنڈے، کدّو، بھنڈی، پیاز، آلو، مولی اور ٹماٹر ہیں۔ ہمارے زمیندار اِن سبزیوں سے بہت روپیہ کماتے ہیں۔

گندم: گندم سردی کے شروع میں بویا جاتا ہے۔ اور گرمی کے موسم میں کاٹا جاتا ہے۔ ہمارے ضلع میں گندم ہماری ضرورت سے بہت کم پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے ہم بہت سا گندم دوسرے علاقوں سے منگواتے ہیں، لیکن دریاؤں پر پشتے بننے اور زیادہ مشینوں کے استعمال سے ہم اپنے ضلع میں کافی گندم پیدا کر سکیں گے۔

مکئی: مکئی کی فصل جلد تیار ہو جاتی ہے۔ اسے گرمی کا موسم شروع ہوتے ہی لگاتے ہیں اور گرمی ختم ہونے کے وقت کاٹ لیتے ہیں۔

مرچ: ہمارے ضلع میں لال مرچ کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ فصل گرمی کے شروع میں بوتے ہیں، چند مہینوں میں تیار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ضلع کی سُرخ مرچ بہت مشہور ہے، ہزاروں من مرچ باہر بھیجی جاتی ہے۔

زیرا: ہمارے ضلع میں اعلیٰ قسم کا سیاہ اور سفید زیرا پیدا ہوتا ہے۔ زیرے کی فصل موسمِ بہار میں بوئی جاتی ہے۔ چار ماہ کے اندر فصل تیار ہو جاتی ہے۔ اسے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پالتو جانور

انسان کی سب سے قدیم دولت اس کے پالتو جانور ہیں۔ فصلوں اور باغوں سے بہت پہلے انسان کا تعلق ان جانوروں سے ہوا۔ ہم ان کا دودھ پیتے ہیں، گوشت کھاتے ہیں۔ ان کی اُون سے گرم کپڑے اور قالین بناتے ہیں، ان پر بوجھ لادتے ہیں، ان سے کھیتوں میں ہل چلاتے ہیں اور ان کی کھال سے کئی چیزیں مثلاً پانی کی مشک، جائے نماز، پوستین، جوتے وغیرہ بناتے ہیں۔

ہمارے ضلع کے خاص خاص جانور یہ ہیں:

دُنبے اور بکریاں: ہمارے ضلع میں سب سے قیمتی اور عام پالتو جانور دُنبے اور بکریاں ہیں۔ قدرت نے ہمیں بڑی بڑی چراگاہیں عطا کی ہیں۔ جن میں

گھاس اور جھاڑیاں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان چراگاہوں میں لاکھوں دُنبے اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ دُنبے اور بکریاں پتھریلی اور ناہموار زمین پر آسانی سے چل پھر سکتی ہیں۔ مشکل راستوں سے گزر کر اور خطرناک چٹانوں پر چڑھ کر جھاڑیاں اور گھاس کھاتی پھرتی ہیں۔ ایسی ایسی جگہ پہنچ جاتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دُنبے اور بکریاں بڑے کام کے جانور ہیں۔ ان سے دودھ، گھی، گوشت، اُون اور کھالیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ سب چیزیں بہت قیمت پاتی ہیں، گاؤں میں تو کوئی گھر ان سے خالی نہیں ہوتا۔

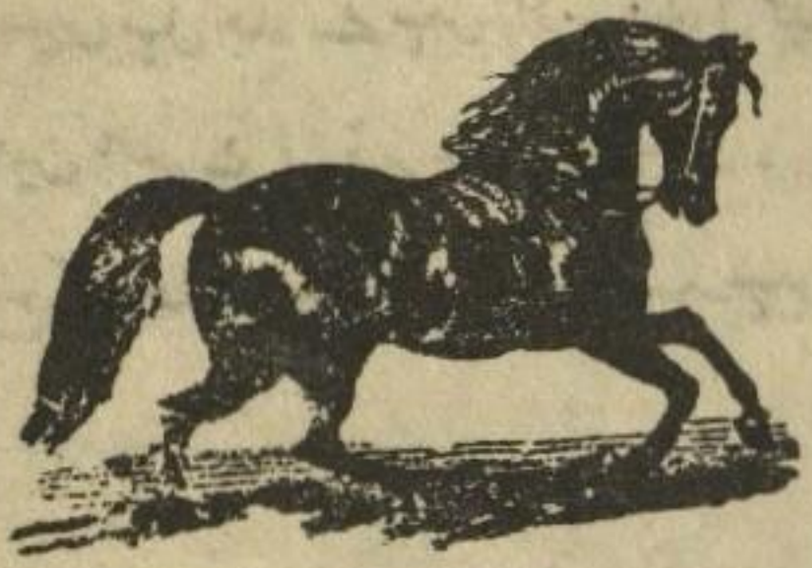

گھوڑا: ضلع کے اندرونی حصوں میں سڑکیں بہت کم ہیں اس لیے آنے جانے میں دشواری ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں سفر اور بار برداری کے لیے گھوڑے پالے جاتے ہیں۔ ہمارے گھوڑے بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ پہاڑی راستوں پر اترنا اور چڑھنا اسی کا کام ہے۔ یہ بڑی احتیاط سے قدم جما کے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

بیل: ہمارے ضلع کے کچھ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ کھیتوں میں ہل چلانے کے لیے بیل پالے جاتے ہیں۔ یہ بیل بار برداری کے کام بھی آتے ہیں۔ بیل بلوچستان کے دوسرے ضلعوں سے خرید کر لائے جاتے ہیں۔

کارخانے اور دستکاریاں

ہمارے ضلع میں مُسلم باغ کے قریب کرومائیٹ کی کانیں ہیں۔ سینکڑوں مزدور ان کانوں میں کام کرتے ہیں اور ہزاروں من کرومائیٹ نکالتے ہیں اور باہر بھیجتے ہیں کرومائیٹ بہت قیمتی دھات ہے، یہ فولاد بنانے اور دھاتوں پر ملمع کرنے کے کام آتی ہے۔ کرومائیٹ باہر کے ملکوں کو بھی بھیجی جاتی ہے۔

حکومت نے مُسلم باغ میں کرومائیٹ کو صاف کرنے کا ایک کارخانہ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کارخانہ بہت بڑا ہوگا اور اس میں سینکڑوں لوگ کام کریں گے۔

گھریلو دستکاریاں: ضلع ژوب میں ہزاروں من اُون ہوتی ہے۔ لوگ گھروں میں اُون کی دریاں بناتے ہیں، اُون سے دستانے اور سوئیٹر بنتے ہیں۔ حکومت نے دستکاری کے سنیٹر کھولے ہیں، جن میں کشیدہ کاری اور قالین بنانے کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اب ضلع میں اچھے قالین بُنے جا رہے ہیں۔

سفر کے ذریعے

ہمارا ضلع دُور دُور تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر طرف پہاڑ اور پہاڑیاں ہیں پہاڑوں کے درمیان وادیاں ہیں، ہمارے سارے شہر، قصبے اور گاؤں ان وادیوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے شہر، قصبے اور گاؤں ایک دوسرے سے کافی دُور ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے کافی سفر کرنا پڑتا ہے اور کئی پہاڑ اور پہاڑیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان حالات سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے ضلع میں آنے جانے اور مال لانے، لے جانے میں کافی مشکلیں پیش آتی ہیں۔

سڑکیں: ہمارے پہاڑی علاقے میں سڑکیں بنانا آسان نہیں۔ ان پر لاگت بہت آتی ہے، پھر بھی حکومت نے ضلع میں سڑکوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ ان سڑکوں کے ذریعے ہم اپنے ضلع کے اندر اور دوسرے ضلعوں اور صوبوں تک سفر

کر سکتے ہیں اور مال لا اور لے جا سکتے ہیں۔ ان سڑکوں پر رات دن مسافروں اور

مال سے بھری ہوئی موٹر کاریں، بسیں اور ٹرک چلتے رہتے ہیں۔

ہمارے ضلع کی سب سے بڑی سڑک ژوب سے شروع ہوکر کوئٹہ تک جاتی ہے۔ ہمارے تمام شہر، قصبے اور بہت سے گاؤں اس سڑک کے قریب آباد ہیں۔ کہیں یہ سڑک پہاڑوں میں چکر کھاتی ہے اور کہیں کھلی وادی میں سے گذرتی ہے۔ کہیں چڑھائی اور کہیں اُترائی ہے۔ یہ سڑک مینا بازار، گوال، حیدر زئی، قلعہ سیف اللہ مسلم باغ ہوتی ہوئی کان مہتر زئی سے چند کلومیٹر دُور ضلع کوئٹہ میں داخل ہوجاتی ہے۔

یہ پکّی سڑک ہے اس پر بہت سے بڑے اور چھوٹے پُل بنے ہوئے ہیں۔ یہ سڑک کبھی کبھی کان مہتر زئی کے قریب زیادہ برف گرنے سے بند ہوجاتی ہے۔ لیکن حکومت نے بہت اچھا انتظام کر رکھا ہے۔ جونہی سڑک بند ہوئی، بڑی بڑی مشینیں برف ہٹا کر سڑک پھر کھول دیتی ہیں۔ ہمارے ضلع سے دو سڑکیں لورالائی کو جاتی ہیں۔ ایک سڑک ژوب سے موغا کبزئی ہوتی ہوئی ضلع لورالائی میں داخل ہوتی ہے، دوسری سڑک قلعہ سیف اللہ کے قریب سے لورالائی جاتی ہے۔ دو اور سڑکیں ضلع کو صوبہ سرحد سے ملاتی ہیں ایک سڑک ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف جاتی ہے اور دوسری سڑک سرحد کے قبائلی علاقوں سے گزر کر پشاور کی طرف جاتی ہے۔ دیہات میں کہیں کہیں بھیڑ کی سڑکیں ہیں، جن پر موٹریں چل سکتی ہیں۔

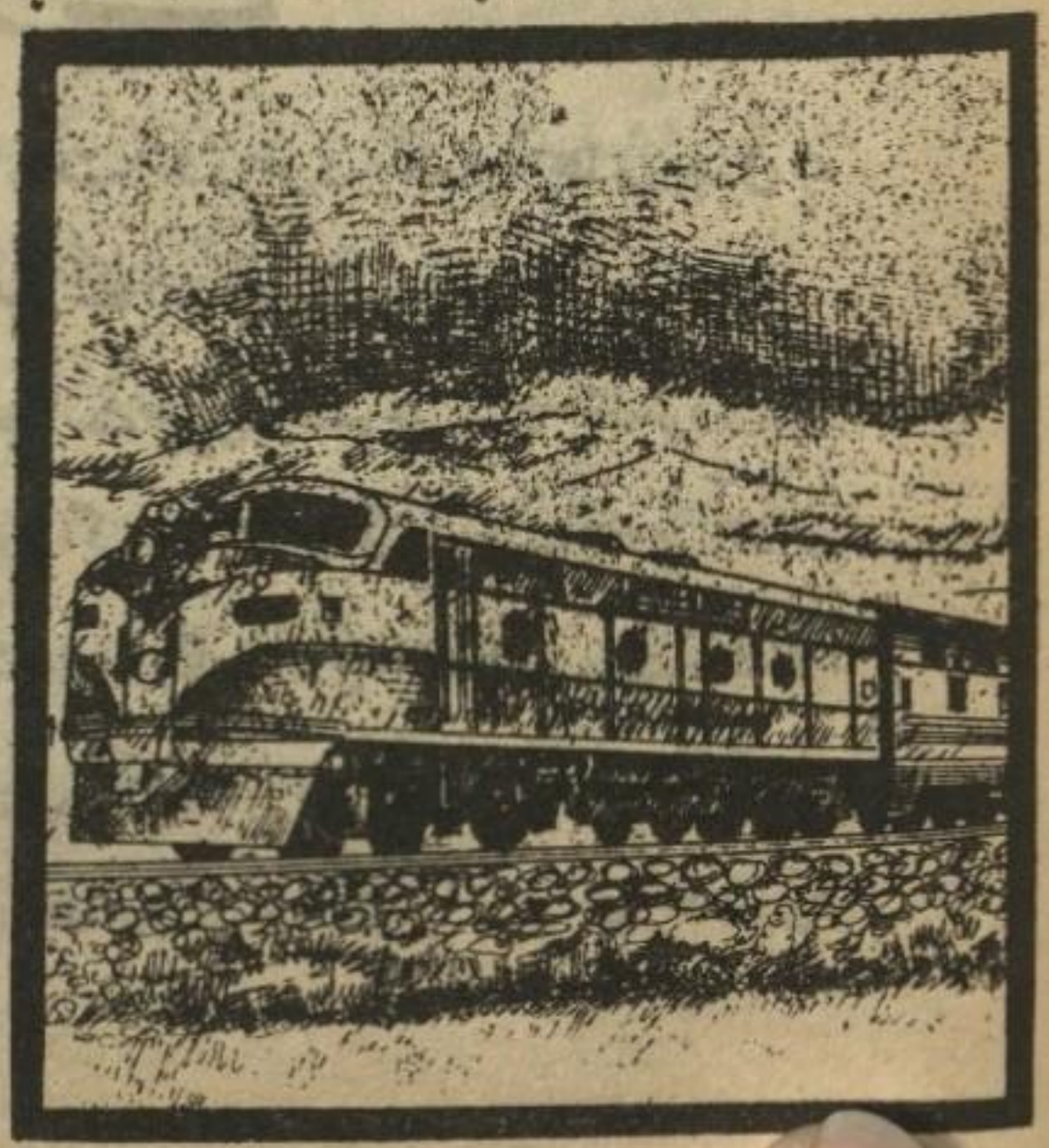

ریل: ہمارے ضلع میں سفر کا دوسرا بڑا ذریعہ ریل ہے۔ بوستان ریلوے اسٹیشن سے ایک چھوٹی پٹڑی کی ریلوے لائن ژوب تک جاتی ہے۔ یہ ریلوے لائن کوئٹہ ژوب سڑک کے ساتھ

ساتھ بچھی ہوئی ہے۔ پہاڑوں میں بل کھاتی ہوئی بڑے بڑے قصبوں سے گزرتی ہے۔ پاکستان کا سب سے اُونچا ریلوے اسٹیشن کان مہترزئی اسی لائن پر ہے۔

ہمارے ضلع میں بعض جگہ ایسی بھی ہیں جہاں نہ سڑک ہے۔ اور نہ وہاں سے ریل گذرتی ہے۔ ان علاقوں میں لوگ گھوڑے، بیل اور اونٹ پر سفر کرتے ہیں" انھی پر مال لاتے اور لے جاتے ہیں۔ اس سفر میں وقت بھی زیادہ لگتا ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے حکومت لوگوں کے آرام کے لیے نئی سڑکیں بنا رہی ہے۔ دیل کی چھوٹی پٹڑی کی بجائے بڑی پٹڑی بچھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

جہاز: آپ نے اوپر اُڑتے ہوئے جہاز تو ضرور دیکھے ہوں گے۔ آج کل ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کرنا اور مال لانا، لے جانا عام ہے۔ ہمارے صوبے میں کئی جگہ جہاز آتے جاتے ہیں لیکن ہمارے ضلع میں کوئی بڑا ہوائی اڈّا نہیں، صرف ژوب میں ایک چھوٹا سا ہوائی اڈّا ہے، جہاں کبھی کبھی چھوٹے جہاز آتے جاتے ہیں۔

خبر کے ذریعے

جس ذریعے سے ایک جگہ کی "خبر" یا "بات" دوسری جگہ پہنچائی جاتی ہے اسے "خبر کا ذریعہ" کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں خبر کے ذریعے یہ ہیں:

ڈاک: خط ڈاکخانے کے ذریعے بھیجے جاتے ہیں۔ حکومت نے شہروں اور قصبوں میں ڈاک خانے کھول رکھے ہیں۔ لوگ ڈاک خانے جا کر پوسٹ کارڈ اور لفافے خرید لاتے ہیں۔ پوسٹ کارڈ کی قیمت بیس پیسے اور لفافے کی قیمت چالیس پیسے ہے۔ خط اور پتہ لکھ کر اُسے لیٹر بکس میں ڈال دیتے ہیں۔ حکومت نے لوگوں کے آرام کے لیے ہر علاقے میں لیٹر بکس لگا رکھے ہیں۔ ان میں سے ڈاک خانے والے ان خطوں کو

نکال کر ڈاک خانے لے جاتے ہیں۔ ان پر مہریں لگاتے ہیں اور تھیلوں میں بند کر کے بس، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز کے ذریعے دوسرے شہروں میں بھیج دیتے ہیں، وہاں کے ڈاکخانے والے تھیلوں کو کھول کر ان خطوں پر اپنی مہر لگاتے ہیں اور پھر ڈاکیا گھوم گھوم کر انھیں تقسیم کرتا ہے۔ ڈاکخانے کے ذریعے روپیہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا جا سکتا ہے، اسے "منی آرڈر" کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ڈاک کے ذریعے بھیجی جاتی ہیں، اسے "پارسل" کہتے ہیں۔

تار: خبر اگر جلدی بھیجنی ہو تو وہ تار کے ذریعے بھیجی جاتی ہے۔ ڈاک خانے اور تار گھر سے تار لکھنے کے فارم ملتے ہیں، ان پر پیغام لکھ کر تار بابو کو دے دیتے ہیں۔ تار بابو لفظ گن کر پیسے لے لیتا ہے۔

تار گھر میں ایک چھوٹا سا آلہ ہوتا ہے۔ اس پر تار بابو ٹِک ٹِک کرتا ہے اور تار پر لکھا ہوا پیغام اور پتہ دوسری جگہ کا تار بابو لکھ لیتا ہے اور ایک لفافے میں رکھ کر اس شخص کے پاس بھیج دیتا ہے، جس کے لیے وہ پیغام ہوتا ہے۔ تار بہت جلد پہنچ جاتا ہے دنوں کی بجائے اس پر صرف چند گھنٹے لگتے ہیں۔

ٹیلیفون: ٹیلیفون کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں۔ ٹیلیفون کا ایک نمبر ہوتا ہے۔ جونہی ہم اپنے ٹیلیفون پر وہ نمبر گھماتے ہیں، دوسرے ٹیلیفون پر گھنٹی بجنے لگتی ہے۔ ٹیلیفون والا گھنٹی کی آواز سُن کر جھٹ سمجھ جاتا ہے کہ کوئی اس سے بات کرنا چاہتا ہے، وہ بات کرنے والے آلے کو اٹھا کر باتیں شروع کر دیتا ہے۔ ہم سینکڑوں میل

دُور بیٹھے لوگوں سے بھی باتیں کر سکتے ہیں۔

ریڈیو: اس میں لہروں کے ذریعے آواز پہنچتی ہے۔ ریڈیو اسٹیشن پر بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک بہت اونچا کھمبا ریڈیو اسٹیشن کے اوپر لگا ہوا ہوتا ہے۔ ریڈیو اسٹیشن سے جو خبریں اور دوسرے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، وہ سب ہم اپنے ریڈیو پر سُن سکتے ہیں۔ یہ پروگرام اور خبریں ریڈیو تک لہروں کے ذریعے پہنچتی ہیں۔ دنیا میں تقریباً ہر ملک میں ریڈیو اسٹیشن ہیں اور ہم اپنے ریڈیو کے ذریعے تمام ملکوں کے پروگرام سُن سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی کئی ریڈیو اسٹیشن ہیں۔ ہمارے صوبے کا ریڈیو اسٹیشن کوئٹہ میں ہے۔

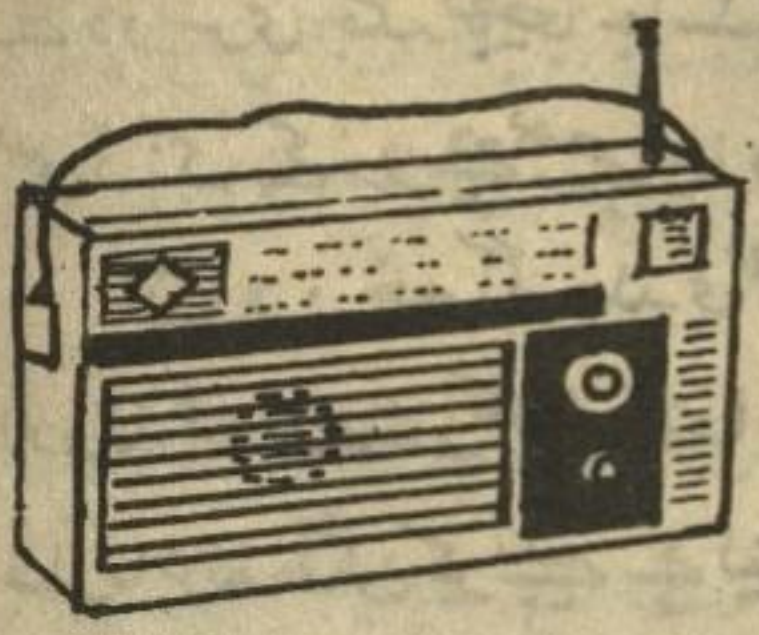

ٹیلی ویژن: یہ بھی ریڈیو کی طرح کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ ریڈیو پر تو ہمیں صرف آواز سنائی دیتی ہے، لیکن ٹیلی ویژن میں بولنے والے کی تصویر اور ارد گرد کی سب چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔ کوئٹہ میں ٹیلی ویژن اسٹیشن بن گیا ہے اور جلد ہی صوبے کے دوسرے علاقوں میں بھی ٹیلی ویژن پہنچ جائے گا۔

اخبارات: اخبارات خبریں معلوم کرنے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ ان کے ذریعے تمام دنیا کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں اخبارات چھپتے ہیں۔ اور صبح صبح تازہ خبریں لے کر قصبوں اور شہروں میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں خبروں کے علاوہ اچھے اچھے مضامین بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں کوئٹہ اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں چھپنے والے اخبار آتے ہیں۔ خبروں کے ان تمام ذرائع سے ہمیں خبریں ملتی رہتی ہیں۔

ضِلع کا اِنتظام

ضلع کے انتظام کے لیے بہت سے ضلعی محکمے اور افسر ہوتے ہیں۔ ایک افسر سب سے بڑا ہوتا ہے جو ہر محکمے کے کاموں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ہمارے ضلع کا سب سے بڑا افسر "ڈپٹی کمشنر" کہلاتا ہے۔

ضلع کا صدر مقام: ضلع کا سب سے بڑا شہر اور ضلع کے بڑے بڑے دفتر جس جگہ ہوں وہ ضلع کا صدر مقام کہلاتا ہے۔ ضلع ژوب کا صدر مقام شہر ژوب ہے۔ پہلے اس شہر کا نام فورٹ سنڈیمن تھا، لیکن اب اس کا نام ژوب رکھ دیا گیا ہے۔ شہر ژوب میں بڑے بڑے دفتر ہیں اور ضلع کا ڈپٹی کمشنر بھی یہیں رہتا ہے۔

ڈپٹی کمشنر: ضلع کا سب سے بڑا افسر ڈپٹی کمشنر کہلاتا ہے۔ اسے ڈی۔ سی۔ بھی کہتے ہیں۔ ڈی۔ سی۔ سارے ضلع کا انتظام کرتا ہے۔ اس کے پاس بہت اختیارات ہوتے ہیں۔ وہ ضلع کے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرواتا ہے۔ حکومت کے لئے مالیہ اکٹھا کرواتا ہے۔ لوگوں کے لیے ضروری چیزیں مہیا کرنے کا بندوبست کرتا ہے۔ چیزوں کی قیمتوں پر نظر رکھتا ہے۔

ڈی۔ سی۔ ضلع کا سب سے بڑا مجسٹریٹ بھی ہوتا ہے۔ وہ مقدمے سنتا ہے۔ اور فیصلے کرتا ہے۔ وہ ضلعی جرگے کا صدر بھی ہوتا ہے اور جرگے کی رائے پر غور کر کے اپنا فیصلہ دیتا ہے۔ صوبے کے بڑے بڑے محکموں کے ضلعی افسر ضلع میں کام کرتے ہیں، یہ ضلع کا دورہ کرتے ہیں۔ اپنے اپنے محکموں کے کام کی دیکھ بھال کرتے ہیں

لوگوں سے مل کر ان کی مشکلات اور ضروریات معلوم کرتے ہیں اور انہیں حکومت تک پہنچاتے ہیں۔

پولیس: محکمہ پولیس ضلع میں امن وامان قائم رکھتا ہے۔ شہروں اور قصبوں میں تھانے ہوتے ہیں۔ تھانے میں پولیس کے افسر اور سپاہی ہوتے ہیں، تھانے کا سب سے بڑا افسر تھانیدار ہوتا ہے۔ پولیس کے افسر اور پولیس والے قانون توڑنے والوں کو پکڑتے ہیں۔ مجرموں پر مقدمے چلاتے ہیں اور مجسٹریٹ ان مقدموں کا فیصلہ سُناتا ہے۔

ضلع میں پولیس کا سب سے بڑا افسر سپرنٹنڈنٹ پولیس کہلاتا ہے۔ یہ ژوب میں رہتا ہے۔ اور ضلع کے تمام تھانوں کی نگرانی کرتا ہے۔

لیویز: گاؤں میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے جو پولیس ہے، اسے ہم لیویز کہتے ہیں، یہ دیہات میں امن وامان قائم رکھنے کی ذمہ دار ہے۔

ملیشیا: سرحد کی دیکھ بھال ملیشیا کرتی ہے۔ ملیشیا کا ہیڈ کوارٹر ژوب میں ہے، ژوب ملیشیا دُور دُور تک مشہور ہے۔

عدالت: مجسٹریٹ جس کمرے میں مقدمہ سُنتا ہے اور انصاف کرتا ہے وہ عدالت کہلاتا ہے۔ لیویز اور پولیس والے قانون توڑنے والوں کو پکڑتے ہیں پھر اُن لوگوں کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مجسٹریٹ مقدمہ سُن کر فیصلہ کرتا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں ہمارے ضلع کے لوگ اپنے جھگڑے عدالتوں میں لے جانے کے بجائے "جرگے" کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جرگہ مقامی یا قبائلی معتبروں پر مشتمل ہوتا ہے، یہ جرگہ اپنے رسم ورواج کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ جرگہ جو بھی فیصلہ کرے وہ سب کو منظور ہوتا ہے۔

تعلیم: ضلع میں تعلیم کا بڑا افسر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کہلاتا ہے۔

اس کے ماتحت اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر ہوتے ہیں۔ یہ افسر ضلع کے پرائمری مڈل اور ہائی اسکولوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو تعلیم کے فوائد بتاتے ہیں۔ نئے اسکول کھولنے اور اسکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے اپنے محکمے کو سفارش بھیجتے ہیں۔ اور تعلیمی کاموں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

محکمۂ صحت: ضلع میں کئی شفاخانے اور ہسپتال ہیں، جن میں بیماروں

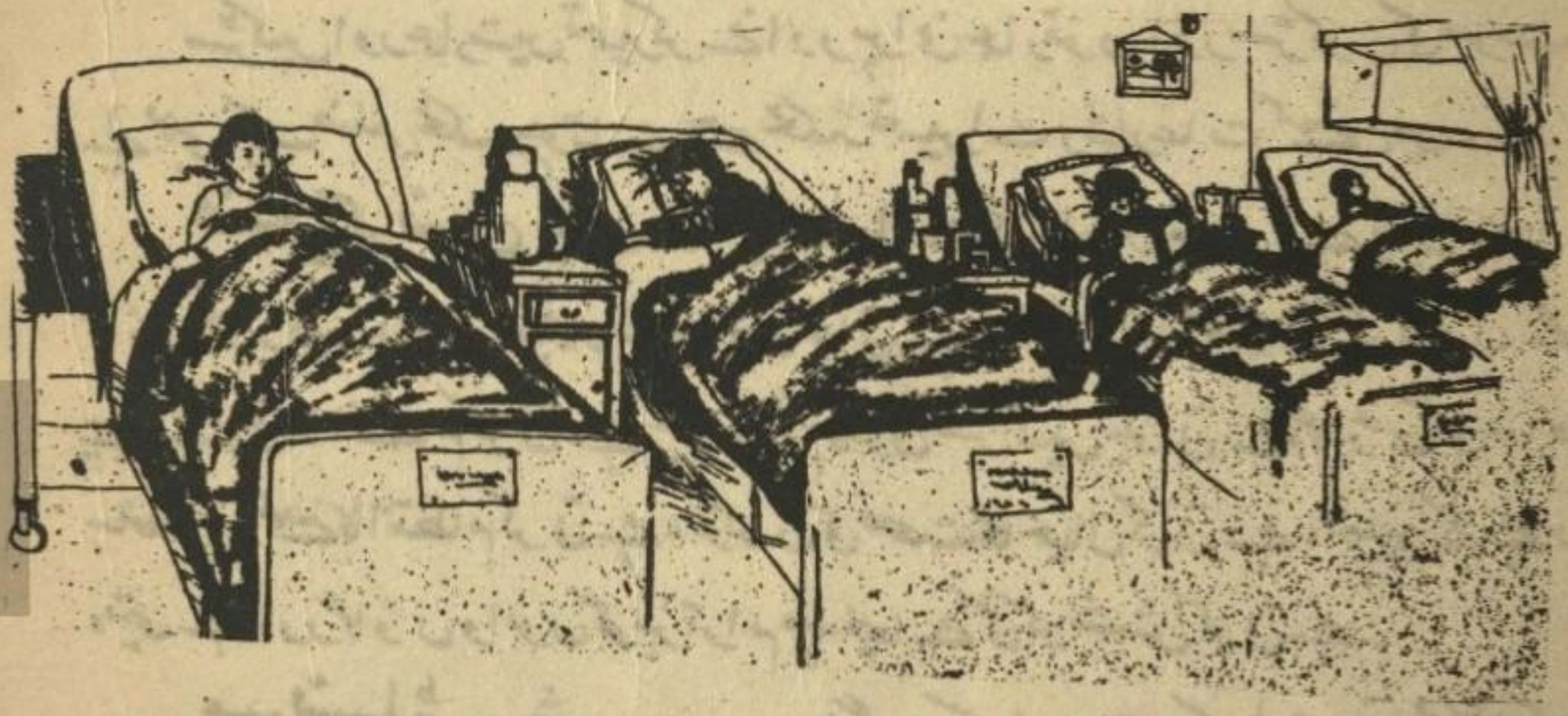

کو دوائیں مفت دی جاتی ہیں۔ گاؤں میں گشتی ہسپتال کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر گشتی ہسپتالوں کے ساتھ گاؤں گاؤں جاتے ہیں۔ بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ زیادہ بیمار لوگوں کو ضلع کے بڑے ہسپتال میں داخل کر دیتے ہیں۔ محکمۂ صحت کا ضلعی افسر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کہلاتا ہے جو ضلع کا دورہ کر کے ہسپتالوں کے کام کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہے اور مریضوں کے علاج کے لیے مشورے دیتا ہے۔

محکمۂ آب پاشی: محکمۂ آب پاشی کا ضلعی افسر ایگزیکٹو انجنیئر ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کو کھیتی باڑی کے لیے پانی تقسیم کرتا ہے۔ پانی کے لیے وسیلے تلاش کرتا

ہے۔ زمین سے پانی حاصل کرنے کے لیے اسکیمیں تیار کرتا ہے، تاکہ لوگوں کو کھیتی باڑی کے لیے زیادہ سے زیادہ پانی مل سکے۔ شہروں اور قصبوں میں پینے کے پانی کا انتظام بھی اسی کے پاس ہوتا ہے۔

زراعت : محکمۂ زراعت کے افسر کھیتی باڑی کو ترقی دینے کے لیے لوگوں کی مدد کرتے ہیں، اُن کو اچھے بیج اور کھاد دیتے ہیں۔ اچھی قسم کے پھلوں کے پودے مہیا کرتے ہیں، تھوڑی لاگت پر ٹریکٹر چلا کر زمین تیار کرتے ہیں۔

سڑکیں اور عمارتیں تعمیر کرنے اور پرانی عمارتوں اور سڑکوں کی مرمت کے لیے بھی ایک ضلعی محکمہ ہوتا ہے جسے محکمۂ تعمیرات و شارعات کہتے ہیں۔

ضلعی کونسل ہمارے ضلع کے زیادہ لوگ گاؤں میں رہتے ہیں، اس لیے گاؤں اور دیہات پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ ضلع کونسل گاؤں کے لوگوں کے لیے پینے کے پانی کا انتظام کرتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی سڑکیں بنواتی ہے، گاؤں کو صاف ستھرا رکھنے کا انتظام کرتی ہے، لوگوں کی صحت کا خیال کرتی ہے، تعلیم کے لیے وظیفے دیتی ہے اور گاؤں والوں کو ہر آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔

میونسپلٹی : شہروں میں لوگوں کی خدمت کے لیے میونسپلٹی کام کرتی ہے یہ پینے کے لیے پانی کا بندوبست کرتی ہے۔ سڑکوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ گندا پانی اور کوڑا کرکٹ شہر سے باہر پہنچانے کا انتظام کرتی ہے۔

سب ڈویژن اور تحصیلیں : ضلع کا انتظام اچھی طرح چلانے کے لیے اسے سب ڈویژن اور تحصیلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہمارے ضلع میں دو سب ڈویژن اور چار تحصیلیں ہیں۔ ژوب اور مسلم باغ سب ڈویژن ہیں اور ژوب، شیرانی، مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ تحصیلیں ہیں۔ سب ڈویژن کا اعلیٰ افسر اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیل کا اعلیٰ افسر تحصیلدار

کہلاتا ہے۔ ہر تحصیل میں پٹواری اور تحصیل کے دوسرے ملازم ہوتے ہیں، جو مالیہ وصول کرتے ہیں اور زمینوں کی پیداوار کا حساب رکھتے ہیں۔

رفاہی ادارے

ہمارے ضلع میں پاکستان بننے کے بعد بہت ترقی ہوئی ہے۔ حکومت لوگوں کے آرام اور ترقی کے لیے دل کھول کر خرچ کر رہی ہے۔ اب ہمارے ضلع میں ساری سہولتیں موجود ہیں۔ لوگوں کی ہر ضرورت پوری ہو رہی ہے۔ ضلع کے لوگ بھی ترقی کرنے کے لیے دن رات کام کر رہے ہیں۔ عام لوگوں کی بھلائی کے لیے جو ادارے قائم کیے گئے ہیں، انھیں "رفاہی ادارے" کہتے ہیں۔

سکول : ترقی کے لیے سب سے ضروری چیز تعلیم ہے۔ اسی لیے حکومت نے ہمارے ضلع میں جگہ جگہ اسکول کھولے ہیں، جن میں ہزاروں لڑکے لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ضلع کے ہر گاؤں میں پرائمری اسکول ہے، جہاں پانچویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔ قصبوں میں مڈل اسکول ہیں۔ مڈل اسکول میں آٹھویں جماعت

تک تعلیم ہوتی ہے۔ پھر ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ ہمارے بڑے بڑے شہروں میں ہائی اسکول ہیں۔ لڑکیوں کے لیے بھی اسی طرح اسکول کھولے گئے ہیں، تاکہ ہمارے ضلع میں کوئی لڑکی یا لڑکا اَن پڑھ نہ رہے۔

کالج: ہمارے ضلع کے صدر مقام ثروب میں ایک ڈگری کالج ہے۔ ہائی اسکول کی تعلیم ختم کرکے کالج میں داخلہ لیا جاتا ہے۔ کالج میں سائنس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

بینک: ہمارے ضلع میں لوگوں کے آرام اور بھلائی کے لیے کئی بینک قائم کیے گئے ہیں۔ بینکوں میں لوگ اپنا روپیہ اور زیور محفوظ کراتے ہیں۔ دوسری قیمتی چیزیں بھی بینکوں میں حفاظت سے رکھ دی جاتی ہیں۔ اس طرح روپیہ اور زیور اور دوسری قیمتی چیزیں چوروں سے محفوظ رہتی ہیں۔

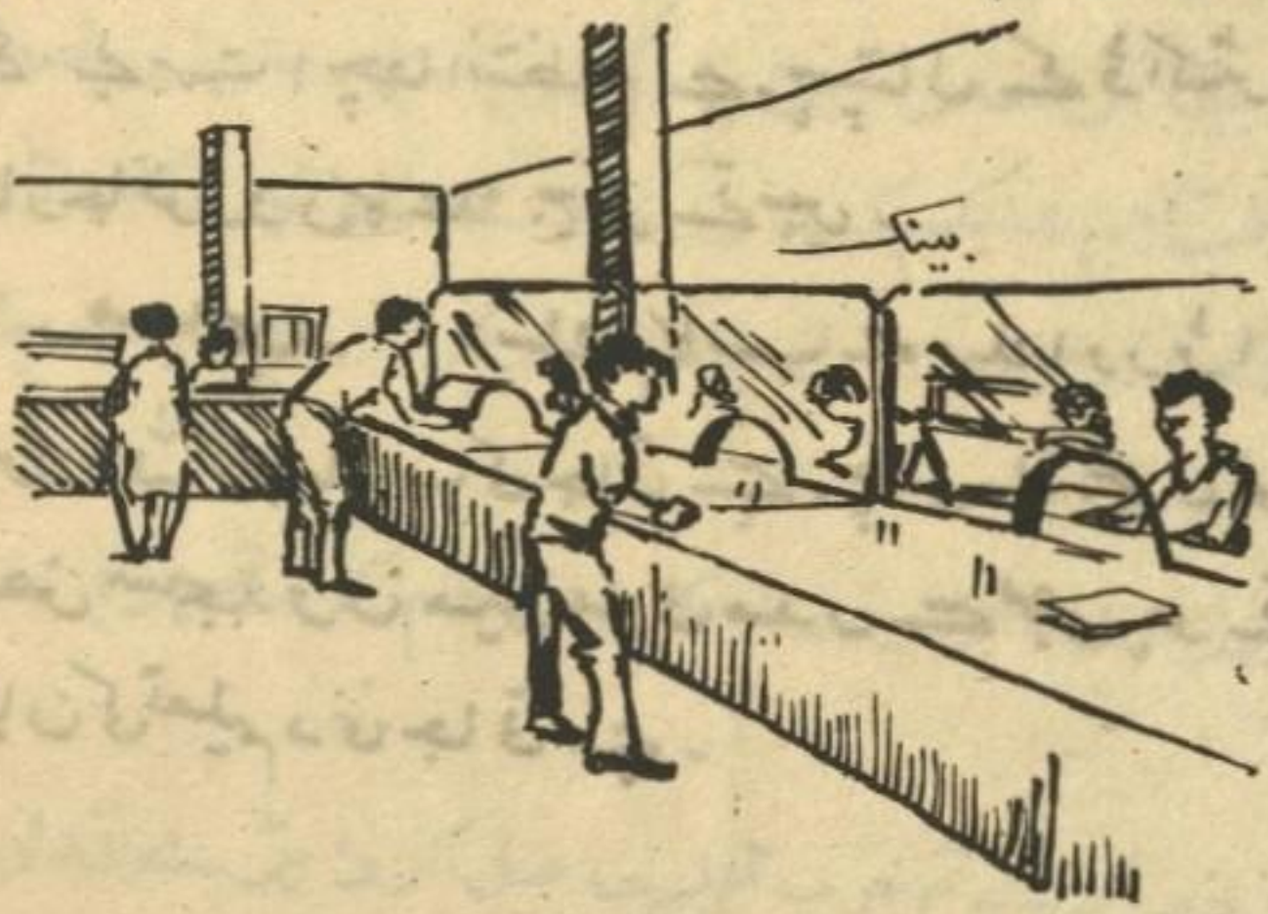

جب ضرورت ہوتی ہے تو بینکوں سے روپیہ اور زیور وغیرہ نکلوا لیتے ہیں۔ بعض بینک کسانوں اور زمینداروں کو کھیتی باڑی، بیج، کھاد اور بیلوں کے لیے قرض بھی دیتے ہیں۔ انھیں "زرعی ترقیاتی بینک" کہتے ہیں۔

ہسپتال: عام لوگوں کی صحت کی حفاظت کے لیے ہمارے ضلع میں کئی ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں۔ جہاں بیماروں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ عورتوں کے لیے بھی ہسپتالوں میں علیحدہ انتظام ہوتا ہے، جہاں لیڈی ڈاکٹرائن کا علاج کوتی

ہیں۔

گشتی شفا خانوں کا انتظام بھی ہے۔ ڈاکٹر ہرگاؤں میں جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ دوائیں ہوتی ہیں۔ وہ بیماروں کو دوائیں دیتے ہیں۔ جو زیادہ بیمار ہوتے ہیں اُنھیں ضلع کے بڑے ہسپتال میں بھجوا دیتے ہیں۔

شفا خانہ حیوانات: انسانوں کی طرح جانور بھی بیمار ہوتے ہیں۔ انھیں بھی دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جانوروں کے علاج کے لیے بھی کئی ہسپتال اور سینٹر قائم کیے گیے ہیں، جن میں مرغی، بھیڑ، بکری، گائے، بیل اور گھوڑوں کے علاج کے لیے بہت اچھا انتظام ہے۔ ہسپتال کے ڈاکٹر دیہات میں بھی جاتے ہیں اور بیمار جانوروں کا علاج کرتے ہیں۔

مسجد: اسلام کا سب سے پہلا اور بڑا رفاہی ادارہ "مسجد" ہے۔ مسجدوں میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ بعض مسجدوں میں عربی مدرسے بھی ہوتے ہیں، جن میں اسلام اور عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔

ٹریفک کے اصُول

گل خان کا والد شہباز خان کلی شاہ جہاں کا رہنے والا ہے۔ وہ سارا دن اپنے کھیت اور باغ میں کام کرتا ہے۔ اکثر رات گئے گھر واپس آتا ہے۔ شہباز خان ایک دن مغرب کی نماز سے بہت پہلے اپنے گھر لوٹ آیا۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ اس کا بیٹا گل خان سبق یاد کر رہا ہے۔ شہباز خان نے گھر میں داخل ہو کر سب کو السّلام علیکم کہا اور کندھے سے تبر (کلہاڑی) اُتارتے ہوئے گل خان کی ماں سے کہا کہ میرے لیے چائے تیار کر دو۔ پھر چارپائی پر بیٹھتے ہوئے گل خان سے پوچھا۔

شہباز خان۔ گل بیٹا! کیا تم روزانہ اسی وقت اسکول کا کام کرتے ہو؟

گل خان۔ جی بابا۔

شہباز خان۔ شاباش بیٹا! خدا کرے تم خوب تعلیم حاصل کرو، بڑے آدمی بنو اور اپنے وطن کی خدمت کرو۔ اچھا بیٹا! یہ تو بتاؤ، اس وقت تم کیا پڑھ رہے ہو؟

گل خان۔ بابا! آج ہمارے ماسٹر صاحب نے ٹریفک کے اصول بتائے تھے، وہ یاد کر رہا ہوں۔

شہباز خان۔ ٹریفک کے اصول، وہ کیا ہوتے ہیں بیٹا؟

گل خان۔ بابا! وہ راستہ چلنے اور سڑک پار کرنے کے قاعدے ہوتے ہیں

شہباز خان۔ ہمیں بھی تو بتاؤ بیٹا! وہ کیا قاعدے ہیں؟

گل خان۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے بابا! کہ ہر سواری کو سڑک کے بائیں طرف چلنا چاہیے۔

شہباز خان۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور کیا بتایا ہے؟

گل خان۔ ماسٹر صاحب نے دوسری بات یہ بتائی کہ شہروں میں سڑکوں کے دونوں طرف فٹ پاتھ ہوتے ہیں۔ پیدل چلنے والے لوگوں کو ان پر چلنا چاہیے تاکہ سڑک پر چلنے والی سواریاں موٹر، اسکوٹر اور سائیکلیں وغیرہ انھیں نقصان نہ پہنچا سکیں۔

شہباز خان۔ مگر گل بیٹے! میں کوئٹہ جاتا رہتا ہوں۔ وہاں ہر سڑک کے دونوں طرف فٹ پاتھ نہیں ہیں۔ صرف بڑی بڑی سڑکوں پر فٹ پاتھ ہیں۔ خیر، یہ بات بھی ٹھیک ہے، جہاں فٹ پاتھ ہوں، وہاں فٹ پاتھ ہی پر چلنا چاہیے۔ اور کیا بتایا؟

گل خان۔ بہت سی باتیں بتائی ہیں بابا! ساری تو ابھی مجھے یاد نہیں ہوئیں۔ میں نے اپنی کاپی پر لکھ رکھتی ہیں۔ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں، سُنیے:

۱۔ ہمیشہ اپنی بائیں طرف چلنا چاہیے۔

۲۔ پیدل چلتے ہوئے ہمیشہ فٹ پاتھ پر چلنا چاہیے۔ اگر فٹ پاتھ نہ ہو تو دائیں ہاتھ ٹریفک کے سامنے سے چلنا چاہیے۔

۳۔ حفاظتی توجّہ کے بغیر فٹ پاتھ سے نیچے نہ اُترنا چاہیے۔

۴۔ کسی ایسی جگہ پر نہ تو کھڑا ہونا چاہیے اور نہ رُکنا چاہیے، جہاں سے ڈرائیور ہمیں نہ دیکھ سکے۔

۵۔ چلتی ہوئی بس، کار، اسکوٹر یا رکشا سے نہ تو اُترنا چاہیے اور نہ

ان پر چڑھنا چاہیے، بلکہ ان کے ٹھیرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

۶۔ اُترتے یا چڑھتے وقت ایک دوسرے کو دھکا نہ دیا جائے، کیونکہ اس سے خطرناک حادثہ پیش آسکتا ہے۔

۷۔ سڑک عبور کرتے وقت دائیں بائیں ضرور دیکھ لیا جائے اور اس وقت تک سڑک پار نہ کی جائے، جب تک یہ تسلّی نہ ہو جائے کہ سڑک بالکل صاف ہے۔

۸۔ جس چوک پر بجلی کا سگنل لگا ہوا ہو، وہاں اُس وقت تک سڑک عبور نہ کی جائے جب تک سبز روشنی نہ ہو جائے۔

شہباز خان۔ تمہارے ماسٹر صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ سگنل کیا ہوتا ہے؟ اور سبز، سرخ بتیاں چوراہے پر کیوں لگائی جاتی ہیں؟

گل خان۔ جی ہاں بابا! ہمارے ماسٹر صاحب نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ سگنل کیا ہے اور اُس میں کس لیے سُرخ، پیلی اور سبز بتیاں لگائی جاتی ہیں۔

شہباز خان۔ اچھا بتاؤ جب سُرخ بتی روشن ہوتی ہے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

گل خان۔ سُرخ بتی روشن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رُک جاؤ، آگے خطرہ ہے۔

شہباز خان۔ اچھا پیلی بتی روشن ہونے کا کیا مطلب ہے؟

گل خان۔ اس کا مطلب ہے کہ ہوشیار رہو، تمہیں یا تو آگے بڑھنا ہے یا رُکنا ہے۔

شہباز خان۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ سبز بتی روشن ہونے کا کیا مطلب ہے؟

گل خان۔ سبز بتی روشن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ راستہ بالکل صاف ہے۔ آگے کوئی خطرہ نہیں، تم آگے جا سکتے ہو۔

شہباز خان۔ شاباش بیٹا! ٹریفک کے اصول اچھی طرح یاد کر لو۔ اب میں تمہیں سیر کرنے کے لیے تمہارے بھائی کے پاس کوئٹہ بھیج دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ تم سڑک پر چلتے ہوئے اور سڑک پار کرتے ہوئے ان تمام باتوں کا خیال رکھو گے، جو تمہیں ماسٹر صاحب نے بتائی ہیں۔ اچھا اب تم یاد کرو، میں تھوڑی دیر آرام کر لوں۔

حضرت آدم علیہ السّلام

ایک وقت تھا کہ دنیا میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ زمین پر اپنا خلیفہ یا نائب پیدا کرے، جو زمین کا انتظام چلائے۔ اس نے اپنی قدرت سے سب سے پہلا انسان پیدا کیا۔ اُسے مٹی سے بنایا اور اس کا نام آدمؑ رکھا۔ ہم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کو علم سکھایا اور علم کی وجہ سے اتنی عزّت دی کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سب حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں اللہ کا حکم سُن کر سارے فرشتے سجدے میں گر گئے، لیکن شیطان نے غرور کی وجہ سے سجدہ نہ کیا۔ وہ بولا "میں مٹی سے بنائے ہوئے انسان کو سجدہ نہیں کروں گا، میں اس سے اچھا ہوں۔" شیطان کا یہ غرور اللہ کو پسند نہ آیا۔ اللہ نے اُسے اپنے دربار سے نکال دیا اور وہ ذلیل ہو گیا۔ قیامت تک اس پر پھٹکار پڑتی رہے گی اور قیامت کے دن وہ اور اس کا کہا ماننے والے ذلیل ہو کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنّت میں رکھا۔ وہ اکیلے تھے، اُن کے ساتھ رہنے کے لیے اُن کی بیوی کو بھی پیدا کیا۔ اُن کا نام حضرت حوّا ہے۔ دونوں جنت میں رہنے لگے۔ جنّت میں کھانے کے لیے بہترین پھل اور مزیدار چیزیں تھیں۔ پینے کے لیے ٹھنڈا اور میٹھا پانی تھا۔ اللہ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا سے کہا کہ تم میری جنّت میں رہو اور جو چاہو کھاؤ پیو۔ لیکن اللہ نے انہیں ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کر دیا۔ شیطان نے حضرت آدمؑ سے بدلہ

لینے کی ٹھانی۔ اُس نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو یقین دلایا کہ وہ اُن کا دوست ہے۔ پھر میٹھی میٹھی باتیں کر کے نہایت چالاکی سے انھیں اس درخت کا پھل کھانے کے لیے کہا۔ آدمؑ اور حوّا شیطان کے دھوکے میں آ گئے اور اس درخت کا پھل کھا لیا جب اللہ تعالےٰ اس نافرمانی پر اُن سے ناراض ہوئے تو اُنھیں احساس ہوا کہ اُن سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے اور اُن کا پیدا کرنے والا اُن سے ناراض ہوگیا ہے۔ یہ سوچتے ہی انھوں نے عاجزی سے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور اللہ کے سامنے توبہ کی۔ اللہ نے اُن کی توبہ قبول کر لی اور ان کی غلطی معاف کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو زمین پر بھیج دیا اور یہ فرمایا کہ یہ زمین تمھارا گھر ہے، اس پر رہو، میرا کہا مانو، اچھے اچھے کام کرو اور شیطان کے کہے پر مت چلو۔ جو کوئی شیطان کا کہا مانے گا، دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوگا۔ حضرت آدمؑ علیہ السّلام دُنیا کے سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی تھے۔

حضرت آدمؑ علیہ السّلام کی اولاد زمین پر پھیلتی رہی۔ انھوں نے اپنی اولاد کو تعلیم دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں، اُسی کی عبادت کریں، اللہ نے ہمیں پیدا کیا، روزی دی، صحت دی، علم دیا اور ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا۔ اس لیے اُسی کے حکموں پر چلنا چاہیے۔ شیطان تمھارا دشمن ہے، اس کے دھوکے میں نہ آنا چاہیے۔ بُرے کاموں سے بچنا چاہیے۔ جب تک تم اس پر عمل کرتے رہو گے، امن چین سے رہو گے۔ دنیا میں بھی کامیاب ہو گے اور مرنے کے بعد بھی تمھیں اللہ تعالےٰ اپنے کرم اور مہربانی سے نوازے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

دنیا میں آکر آدمی اللہ کو بھول جاتا ہے۔ اس کی ہدایت کے لیے اللہ نے بار بار اپنے رسول بھیجے۔ ان رسولوں نے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور بُرے کاموں سے منع کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اللہ کے ایک رسول تھے۔ وہ عراق کے جس خاندان میں پیدا ہوئے اس خاندان کے لوگ اپنے ہاتھوں سے پتھروں سے مورتیاں بنا کر اُن کی پُوجا کرتے تھے۔ اس طرح انھوں نے ایک خدا کو چھوڑ کر بہت سے خدا بنا لیے تھے۔ وہی کیا سارے کا سارا ملک ہی اللہ کو بھول کر پتھر کے بتوں اور چاند تاروں کی پوجا کرتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے سیدھا راستہ دکھایا اور انھیں اپنا پیغمبر بنایا۔ آپ نے اپنے والد سے کہا ابّا جان! آپ ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں، جو نہ سُن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ آپ کو کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں؟ ابّا جان! اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔ اگر آپ میرا کہا مانیں تو میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد نے یہ نئی بات سُن کر بہت ناراضگی ظاہر کی اور کہا، اچھا، تو ہمارے خداؤں سے بالکل پھر گیا ہے۔ دیکھ، اگر تو باز نہ آیا تو تجھے اتنے پتھر ماروں گا کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ آپ کو اپنے والد کی یہ باتیں سُن کر بہت دُکھ ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بستی کے دوسرے لوگوں کو بھی سیدھے راستے کی طرف بُلایا، مگر وہ لوگ ایک خدا پر ایمان نہ لائے اور بتوں کی پوجا کرتے رہے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ بستی کے سب لوگ میلہ دیکھنے بستی سے باہر چلے گئے، حضرت ابراہیمؑ نے بُت خانے میں جا کر سارے بُت توڑ ڈالے۔ صرف بڑے بُت کو چھوڑ دیا۔ جب وہ لوگ میلے سے واپس آئے اور اپنے بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو بہت ناراض ہوئے۔ انھوں نے سوچا کہ ہو نہ ہو، یہ اُسی نوجوان کا کام ہے جو بتوں کو بُرا کہتا ہے اور جس کا نام ابراہیمؑ ہے۔ انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا، ہمارے بتوں کے ساتھ یہ بُرا سلوک تم نے کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ بڑے بُت سے پوچھو، شاید بتا سکے، اگر وہ بولتا ہوگا تو سب کچھ بتا دے گا۔ انھوں نے کہا کہ یہ بُت تو بات نہیں کر سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا، ذرا سوچو کہ تم ایک خدا کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے ہو، جو نہ بات کر سکتے ہیں اور نہ تمھیں کوئی نفع، نقصان پہنچا سکتے ہیں یہ سُننا تھا کہ سارے غصّہ سے آگ بگولا ہو گئے۔ بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی اور پھر سب نے فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا جائے، ایک بہت بڑی آگ روشن کی گئی اور حضرت ابراہیمؑ کو اس آگ میں ڈال دیا گیا۔ مگر "جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے"، اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور حضرت ابراہیمؑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق یہ ملک چھوڑ دیا اور شام کے ملک میں جا کر اللہ کا پیغام سُنایا۔

آپؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور اُن کی والدہ کو ملک عرب کے اس مقام پر لا کر بسایا، جہاں اب شہر "مکہ" واقع ہے۔ حضرت اسماعیلؑ بڑے ہو گئے، تو حضرت ابراہیمؑ کو اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ وہ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں۔ انھوں نے اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو بلا کر کہا کہ "اللہ چاہتا ہے، میں تمھیں ذبح کر دوں"، تم کیا کہتے ہو؟ بیٹے نے جواب

دیا" ابّا جان ! آپ کو جو حکم ملا ہے، اُس کی تعمیل کیجیے، آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے" جب اللہ کے یہ دونوں فرماں بردار بندے اللہ کے حکم کے سامنے جُھک گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کرنے کے لیے لِٹایا تو ظاہر ہوگیا کہ دونوں کو اللہ کا حکم پیارا ہے۔ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ قربانی قبول کر لی اور بیٹے کی جگہ جانور قربان کرنے کا حکم دیا۔ تمام مسلمان بقرعید پر حضرت ابراہیمؑ کی اس سُنّت پر عمل کرتے ہیں اور جانور قربان کرتے ہیں، تاکہ یہ بات یاد رہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال سب اللہ کا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے اللہ کے حکم سے مکّے میں اللہ کا گھر تعمیر کیا، جسے "کعبہ" کہتے ہیں۔ اسی کی طرف منہ کر کے تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور وہیں حج کرنے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے دُعا کی تھی کہ اُن کی نسل میں ایک بہت بلند مرتبہ والا نبی پیدا ہو، جو لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچائے۔ اللہ نے آپ کی یہ دُعا قبول فرمائی اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی، نسل میں پیدا ہوئے۔

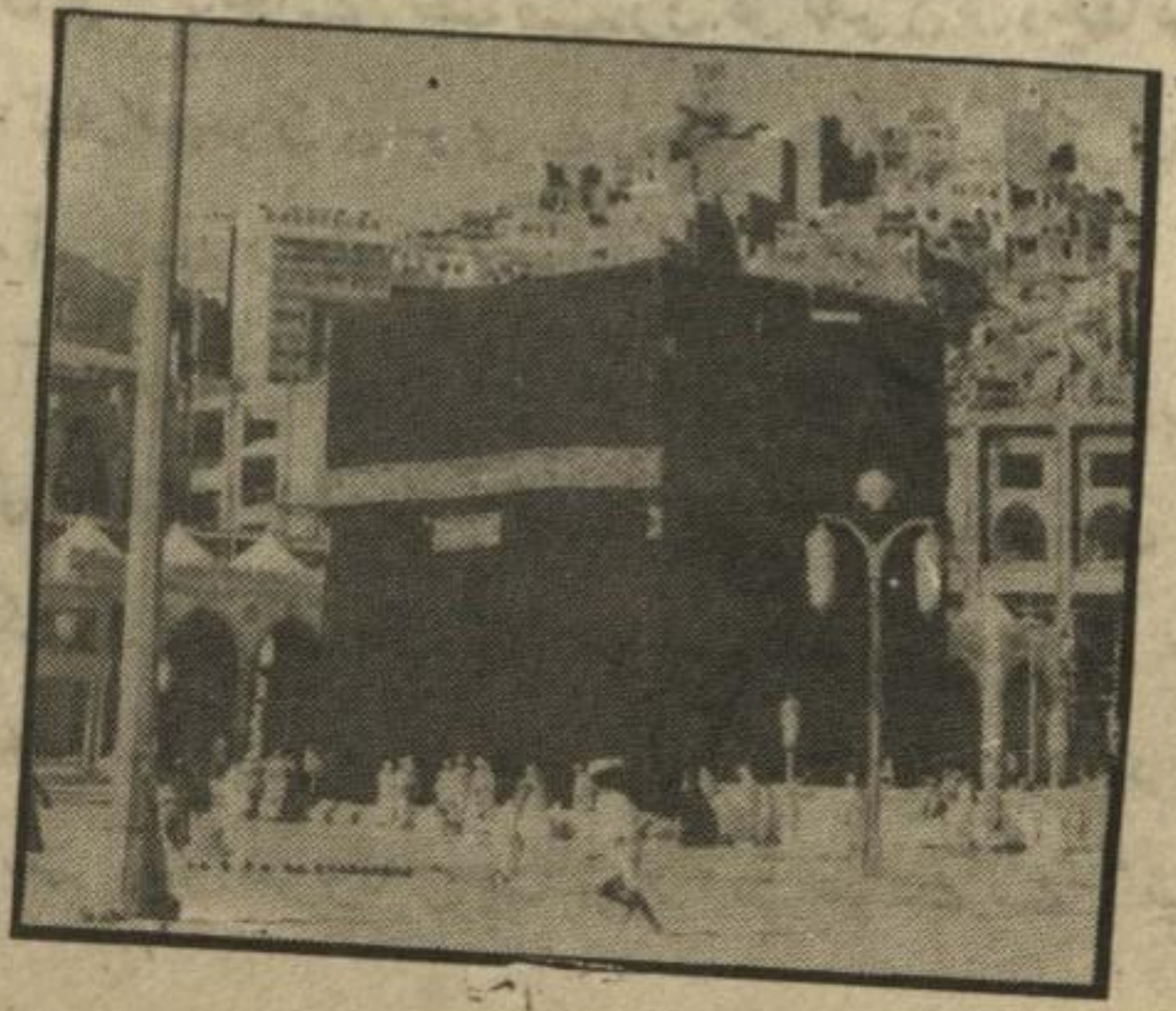

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰ علیہ السّلام مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان "بنی اسرائیل" بہت مدت سے مصر میں رہتا تھا۔ اس زمانے میں مصر کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔ یہ فرعون بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا۔ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو، اُسے قتل کر دیا جائے۔ اسی زمانے میں حضرت موسیٰؑ عمران کے گھر میں پیدا ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے آپ کو فرعون کے حکم سے بچانے کے لیے ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا۔ خدا کی قدرت کہ یہ صندوق تیرتا ہوا فرعون کے محل کے قریب جا پہنچا۔ اس وقت فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اپنے محل سے دریا کا نظارہ کو رہی تھیں۔ انھوں نے پانی پر ایک صندوق بہتے دیکھ کر خادموں کو حکم دیا کہ اس صندوق کو نکالا جائے۔ جب صندوق کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک خوبصورت بچہ لیٹا ہوا تھا۔ فرعون کی بیوی نے اُسے پالنے کا ارادہ کر لیا۔ اس طرح اللہ کی قدرت سے آپ اپنے دشمن کے گھر میں پرورش پانے لگے۔

جب آپ جوان ہوئے تو آپ کو گھر سے نکلنا پڑا اور مَدیَن شہر جا پہنچے۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام سے ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے دس سال تک اُن کی خدمت کی۔ حضرت شعیبؑ نے خدمت سے خوش ہو کر اپنی بیٹی کا نکاح اُن سے کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ اپنی بیوی کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔ راستے میں طور نامی پہاڑ پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنا جلوہ دکھایا

اور بتایا کہ آپ کو پیغمبر بنایا گیا ہے اور حکم دیا کہ مصر جا کر لوگوں کو فرعون سے نجات دلائیں۔ آپ کو دو معجزے بھی دیئے گئے، جن میں سے ایک تو یہ تھا کہ جب آپ اپنا ہاتھ بغل کے نیچے رکھ کر نکالتے تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگتا اور دوسرا یہ کہ جب اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دیتے تو وہ ایک بڑے سانپ کی شکل اختیار کر لیتی۔

آپؑ اللہ کے حکم کے مطابق فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس سے فرمایا کہ وہ ایک خدا پر ایمان لائے اور بنی اسرائیل پر ظلم بند کر دے۔ لیکن فرعون ایمان نہ لایا۔ اس نے اپنی مدد کے لیے مصر کے بڑے بڑے جادوگروں کو بلایا۔ لیکن آپ نے انہیں اللہ کے دیئے ہوئے معجزے سے شکست دی اور وہ سب جادوگر آپ پر ایمان لے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے آپ کو اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کو تباہ کرنے اور مٹانے کا ارادہ کیا۔ اس پر آپ اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل گئے۔ فرعون نے اپنی فوج کو ساتھ لے کر آپ کا پیچھا کیا۔ راستے میں دریائے نیل تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے پانی پر اپنی لاٹھی ماری تو اللہ کے حکم سے درمیان میں راستہ بن گیا اور آپ اپنی قوم کے ساتھ دریا پار کر گئے۔ مگر جب فرعون اور اُس کے تمام ساتھی دریائے نیل میں ڈوب گئے۔

بچّو! آپ نے دیکھا کہ جن لوگوں نے اللہ کے پیغام کی مخالفت کی، اُن کا انجام کتنا دردناک ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر اللہ تعالےٰ نے جو کتاب اُتاری تھی، اُس کا نام "تورات" ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ملک شام کے ایک شہر بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت مریم تھیں، جو ایک بہت ہی نیک خاتون تھیں۔ قرآن شریف میں کئی جگہ ان کا ذکر آیا ہے اور اُن کی بہت تعریف کی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کو جب اللہ کی طرف سے پیغمبر بنایا گیا اور اپنی قوم کو سیدھا راستہ دکھانے کا حکم دیا گیا، اُس وقت اُن کی قوم میں بہت سی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ خدا کے پیغام کو بھول چکے تھے۔ ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے، یہاں تک کہ خدا کے پیغمبروں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا "میں خدا کا رسول ہوں۔ خدا کی طرف سے تمہارے لیے ہدایت کا پیغام لایا ہوں۔ خدا نے مجھ پر اپنی کتاب "انجیل" نازل کی ہے۔ یہ کتاب حق اور باطل میں فیصلہ کر دے گی۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم خدا کے حضور میں جھک جاؤ اور اُس کی نافرمانی نہ کرو۔ یہی سلامتی کا راستہ ہے۔"

اللہ تعالےٰ نے آپ کو چار معجزے عطا کیے تھے، جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ معذور لوگوں کو تندرست کر دیتے تھے اور چوتھے یہ کہ آپ مٹی کے بے جان پرندوں

میں جان ڈال دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم یہ تھی۔ خدا ایک ہے، اُسی کی عبادت کرو۔ اچھے کام کرو۔ کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دو اور میرے بعد آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائیں گے۔ لیکن وہ قوم اتنی بگڑ چکی تھی کہ اُن پر آپ کی سادہ اور اچھی تعلیم کا کچھ اثر نہ ہوا، بلکہ وہ آپ کی مخالفت کرنے لگے۔ مگر کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی تھے، جو آپ پر ایمان لائے۔ ان لوگوں نے ہر تکلیف میں آپ کا ساتھ دیا۔ جو لوگ آپ کے مخالف تھے، انھوں نے حاکم وقت سے آپ کی شکایت کی۔ حاکم آپ کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔ اللہ تعالےٰ نے حاکم کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی، اُس کا نام "انجیل" ہے۔

نبی آخر الزّماں حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ آپ کی آمد کی خوش خبری اللہ کے تمام نبی دیتے رہے۔ آپؐ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو عرب کے مشہور شہر "مکّہ" میں پیدا ہوئے۔ آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ حضورؐ کے والد حضرت عبد اللہ آپؐ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے وفات پا چکے تھے۔ آپؐ کے دادا عبد المُطّلب نے جو خانۂ کعبہ کے متولّی تھے، پوتے کی ولادت کی خبر سُنی تو بہت خوش ہوئے اور آپؐ کا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا۔ عرب کے دستور کے مطابق حضورؐ کا بچپن ایک خوش نصیب خاتون "حلیمہ سعدیہ" کے گھر میں گزرا۔

جب آپؐ کی عمرِ مبارک چھ سال ہوئی تو آپؐ کی والدہ محترمہ بھی وفات پا گئیں۔ اب حضورؐ کے دادا عبد المُطّلب آپؐ کی پرورش کرنے لگے۔ لیکن ابھی آپؐ آٹھ سال کے تھے کہ دادا بھی وفات پا گئے۔ اس کے بعد آپؐ کی پرورش آپؐ کے چچا ابو طالب نے کی اور آپؐ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا۔ جوان ہوئے تو آپؐ نے دیکھا کہ سارا عرب بُت پرستی میں مبتلا تھا۔ اللہ کے گھر خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔ ساری قوم برائیوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ لُوٹ مار، چوری، جُوا، قتل اور شراب نوشی عام تھی۔ اس دَور میں بھی آپؐ اتنے بلند اخلاق کے مالک تھے کہ لوگ آپؐ کو صادق (سچّا) اور امین (دیانت دار) کے ناموں سے پکارتے تھے۔ اسی دیانت داری اور سچائی کی وجہ سے مکّے کی

ایک دولت مند اور نیک خاتون حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا، جو اپنے بزرگ چچا حضرت ابو طالب کے مشورہ سے آپؐ نے منظور کرلیا۔ شادی کے وقت آپؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیسؔ سال تھی.

آپؐ کو بُت پرستی سے شروع ہی سے نفرت تھی۔ لوگوں کے بُرے اخلاق کو دیکھ کر آپؐ کو صدمہ ہوتا تھا اور آپؐ سوچتے رہتے تھے کہ ان لوگوں کو بُرائیوں سے کیسے روکا جائے۔ آپؐ اسی سوچ میں مکّے کے قریب "غارِ حرا" میں چلے جاتے اور وہاں تنہائی میں سوچتے رہتے۔ جب حضور کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو اسی غار میں اللہ کا ایک فرشتہ جبرئیلؑ، اللہ کا پیغام لے کر آیا اور آپؐ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام انسانوں کو سلامتی کا راستہ دکھانے کے لیے آپؐ کو اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ آپؐ لوگوں کو سیدھے اور سچے راستہ کی طرف بُلائیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ مردوں میں ابوبکر صدیقؓ نے، بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور غلاموں میں حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کیا۔

ایک دن آپؐ نے "صفا" پہاڑی پر چڑھ کر مکّے کے لوگوں کو پکارا اور خدا کا پیغام سُنایا۔ یہ سُنتے ہی مکّے کے لوگ آپؐ کے مخالف ہو گئے۔ جو لوگ اسلام قبول کرتے مکّے کے کافر انھیں سخت تکلیفیں پہنچاتے، تپتی ہوئی ریت اور انگاروں پر لٹاتے، کوڑوں سے مارتے، کئی کئی دن تک بھوکا، پیاسا رکھتے۔ حضورؐ پر بھی طرح طرح کے ظلم کیے گئے۔ لیکن آنحضرتؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والے بڑے صبر سے تمام تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بُلاتے رہے۔ جس کے نتیجے میں مکّے کے لوگ اسلام قبول کرنے لگے۔ اسی زمانے

میں مدینہ کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضورؐ سے عرض کیا کہ آپؐ مدینے تشریف لے چلیں، ہم ہر طرح سے آپؐ کی اور آپؐ کے ساتھیوں کی خدمت کریں گے۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی کہ وہ مدینے چلے جائیں۔ اسے "ہجرت" کہتے ہیں۔

مکّے کے کافروں نے جب دیکھا کہ اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے اور عرب کے دوسرے شہروں میں بھی لوگ اسلام قبول کرنے لگے ہیں تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضورؐ کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کافروں کے ارادے کی خبر دے دی اور حکم دیا کہ آپؐ بھی ہجرت کر کے مدینے چلے جائیں۔ آپ کے پاس مکّے کے کافروں کی بہت امانتیں رکھی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے ساری امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو مدینے کے لوگوں نے بہت خوشیاں منائیں۔ مدینے پہنچ کر آپؐ نے سب سے پہلے مسجد تعمیر کی اور مکّے سے آئے ہوئے مسلمانوں اور مدینے کے مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم کیا۔ مکّے کے کافروں نے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے مدینے پر کئی حملے کیے اور مسلمانوں کی کافروں سے کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں جنگِ بدر، جنگِ اُحد اور جنگ خندق بہت مشہور ہیں۔ ان جنگوں میں مسلمانوں نے بڑی بہادری سے کافروں کا مقابلہ کیا۔ آخر کار، ہجرت کے آٹھویں سال آپؐ نے مکّہ فتح کر لیا اور اپنے اُن تمام دُشمنوں کو معاف کر دیا، جنھوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو تکلیفیں پہنچا کر وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد سارا عرب مسلمان ہو گیا۔

ہجرت کے دسویں سال آپؐ نے خانۂ کعبہ کا حج ادا کیا اور اس موقع پر جب کہ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع تھے، آپؐ نے اُنھیں بہت ضروری باتیں بتائیں،

جن میں سے چند یہ ہیں :

تمام انسان اللہ کے نزدیک برابر ہیں۔ کسی گورے کو کالے پر یا کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ امیر اور غریب سب برابر ہیں۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمانوں میں وہی شخص بہت زیادہ عزّت والا ہے، جو اللہ کا سب سے زیادہ فرماں بردار ہے۔ مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت دوسرے مسلمانوں کی نگاہ میں خانۂ کعبہ کی طرح عزّت کے قابل ہونی چاہیے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی کتاب آئے گی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن شریف کے حکموں پر عمل کریں۔ عورتوں اور غلاموں سے اچھا سلوک کیا جائے۔

ہمارے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بچوں سے بہت محبت تھی۔ جب آپؐ کسی گلی کوچے سے گزرتے تو بچے آپؐ کا دامن پکڑ لیتے، آپؐ انھیں پیار کرتے۔ آپؐ اپنے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔ آپؐ چھوٹوں کو بڑوں کی عزّت کرنے کا اور بڑوں کو چھوٹوں سے پیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا اور رحمتہُ اللعالمین کہا۔

آپؐ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؐ کا روضۂ مبارک مدینہ منوّرہ میں ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

جملہ حقوق بحق بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ محفوظ ہیں

تیار کردہ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ و منظور شدہ محکمہ تعلیم
حکومت بلوچستان، کوئٹہ بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس ضلع ژوب
مطابق نوٹیفیکیشن نمبر 70-8068/II - E - 12/72 — 14
مورخہ 29-9-75
قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد
پاک سرزمین کا نظام قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد
پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

کوڈ نمبر SS-III/ZHB/20 سیریل نمبر 881

ایڈیشن	تاریخ اشاعت	تعداد	قیمت
اوّل	جنوری 1983	1500	3.45 روپے